بیادگار: ھندوستان کی آن کرناٹک کی شان حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ

دینی، علمی، فکری، اصلاحی، ادبی، ثقافتی

ماہنامہ

برقی مجلہ

السلطان

محبوب العلماء والصلحاء

زیر سرپرستی

حضرت مولانا مفتی ثمین اشرف صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز: حکیم اختر صاحبؒ حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی

حضرت علامہ قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ العالی امام وخطیب مصلی الحبتور دبئی

نامور عالم وفاضل، ادیب ومحقق

زیر نگرانی

حضرت مولانا ڈاکٹر تمیم احمد صاحب قاسمی صاحب

چیرمین آل انڈیا تنظیم فروغ اردو ممبر آل انڈیا ملی کونسل چنئی ناظم انجمن قاسمیہ چنئی تمل ناڈو

مدیر

الصالحی

محمد مدثر

نائب مدیر

مولانا صدیقی قاسمی

عبدالرزاق

دینی، علمی، فکری، اصلاحی، ادبی، ثقافتی

ماہنامہ

برقی مجلہ

السلطان

زیر سرپرستی

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا مفتی ثمین اشرف صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز: حکیم اختر صاحبؒ حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی

حضرت علامہ قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ العالی امام وخطیب مسجد الحبتور دبئی

زیر نگرانی

ناصر علم الدین فاضل ادیب ومحقق

حضرت مولانا ڈاکٹر تمیم احمد صاحب قاسمی صاحب

چیرمین آل انڈیا تنظیم فروغ اردو، ممبر آل انڈیا ملی کونسل پنتی ناظم انجمن قاسمیہ پنتی تمل ناڈو

مُدیر

محمد مدثر الصالحی

نائب مُدیر

مولانا عبد الرزاق صاحب صدیقی، قاسمی

معاونین

اشہد احمد	میسور
محمد صابر	تلنگانہ
سید ایاز	مہاراشٹرا
ابوبکر صدیق	میوات
محمد ابوذر	میسور
عبد المقتدر	کرناٹک

فہرست عناوین

تقریظ	مولانا ڈاکٹر تمیم احمد صاحب قاسمی	۳
دعائیہ کلمات	حضرت مولانا اشتیاق احمد بستوی	۴
فتنہ ارتداد سے بچاؤ کیسے؟	از: مدیر	۵
درس قرآن	مفتی عبداللہ مدبر صاحب قاسمی	۱۶
مسائل شرعیہ	مفتی محبوب خان صاحب حسامی	۱۸
ماہِ صفر المظفر کے احکام ومسائل	حافظ محمد ابراہیم نقشبندی	۲۱
سنو سنو!! دینی مدارس کے طلبہ کا کھانا	ناصر الدین مظاہری	۲۵
مسلمانوں کے دنیوی مصائب کے دینی اسباب؟	مناظر احسن گیلانیؒ	۲۸
نجات المؤمنین	مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	۳۰
موجودہ صورتحال اور یوم آزای	ڈاکٹر تمیم احمد قاسمی چنئی ٹمل ناڈو	۳۳
چار شادیاں اور اسلام	مولانا منصور صاحب مفتاحی	۳۶
مؤمن کی روحانی کیفیات کی حقیقت	مفتی مبین الرحمن صاحب	۳۹
دعوت دین سے غفلت کی سنگین نتائج	مفتی محمد ندیم علی قاسمی	۴۳
آزادئ ہند میں مسلم علماء اور عوام کا کردار	سید ایاز ناندیڑ	۴۷
خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی	مدثر صالحی میسور	۵۰
افادات مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ	مولوی محمد سالم مفتاحی	۵۹
اوریل کے مسافر اپنا خیال رکھنا	مفتی حسن گودھروی	۶۳

تقـــــریظ

نامور عالم و فاضل، ادیب و محقق حضرت مولانا ڈاکٹر تمیم احمد صاحب قاسمی حفظہ اللہ (چینئ تمل ناڈو)
چیرمین آل انڈیا تنظیم فروغ اردو و ناظم انجمن قاسمیہ چینئ تمل ناڈو

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امسال محرم الحرام میں حضرت مولانا ثمین اشرف صاحب مدظلہم کی زیر نگرانی ماہنامہ السلطان بیاد گار "شیر میسور فخر ہندوستان ٹیپو سلطان شہید رحمۃ اللہ علیہ" کو پہلی بار منظر عام میں لایا گیا۔

جس کے مدیر: مولانا محمد مدثر قاسمی نائب مدیر: مولانا عبد الرزاق صدیقی قاسمی ہیں

اس پرفتن دور میں کارخیر کا کام انجام دیا گیا ہے۔اس ماہنامہ میں درس قرآن، درس حدیث، مسائل، دور حاضر کے فتنے، شریعت اسلامیہ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات، طلبہ کے لئے انمول تحفہ، معاشرتی بیماریوں کا سدباب، شخصیات، افادات، وغیرہ وغیرہ عناوین کو یکجا کرنے کی کوشش ان شاء اللہ کی جائے گی۔اس ماہنامہ کے مقاصد میں مسلک اہلسنت والجماعت کی ترویج و اشاعت، دور جدید کے نت نئے فتنوں کا علمی و تحقیقی تعاقب، اور اکابر و اسلاف کی خدمات کو اجاگر کرنا ہے۔ماہنامہ السلطان کا پہلا ایڈیشن میرے واٹس آپ میں مدیر محترم نے ارسال فرمایا تو میں نے اس کو ہمارے ملک کے اکثر و بیشتر واٹس آپ گروپ اور پاکستان سنگاپور ملیشیا، اور دیگر ممالک کے واٹس آپ گروپوں میں فارورڈ کیا تو سبھی حضرات نے مبارک باد پیش کی۔بہرکیف اس ماہنامہ کے تمام ذمہ داران کو معاونین کو مدیر، نائب مدیر کو، دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اللہ تعالی مزید ترقیات سے نواز کر شرفِ قبولیت مالا مال فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔۔۔

ڈاکٹر تمیم احمد قاسمی (چینئ تمل ناڈو)

دعائیہ کلمات

استاذ محترم حضرت اقدس مولانا اشتیاق احمد بستوی حفظہ اللہ

(سابق استاذ مدرسہ دارالعلوم عثمانیہ پریاپٹن میسور)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

محمد مدثر سلمہ آپ بہت ہی قابل مبارکباد کے لائق ہیں، کہ آپ کا قلم ماشاء اللہ خوب چل رہا ہے اور جس شخص کا قلم بولتا ہے تو اچھے اچھے کو ننگا کر دیتا ہے یہ سب خدمت اور ادب کے کرشمے ہیں ادب تعلیم کا جوہر ہے زیور ہے جوانی کا وہی شاگرد ہیں جو خدمت استاد کرتے ہیں اللہ پاک آپ کی قلمی کاوشوں کو قبول فرمائے اور یہ ماہانہ رسالہ سب کے لئے مفید اور نفع بخش ثابت ہو۔

احقر اشتیاق احمد بستوی

٦ محرم الحرام ١٤٤٥ھ

فتنۂ ارتداد سے بچاؤ کیسے؟

از: مدیر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

اللہ تعالیٰ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں جس کو ہم شمار کرنا چاہیں تو بھی نہیں کر سکتے خود باری تعالی کا ارشاد ہے" اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو نہیں کر سکتے لیکن ان تمام نعمتوں میں سب سے ارفع واعلی نعمت ایمان کی نعمت ہے جو اس نعمت عظمی سے مالا مال ہو گیا وہ دونوں جہاں کی سلامتی پالیا ورنہ تباہی و بربادی اس کے مقدر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ o (یونس، 9/10) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انہیں ان کا رب ان کے ایمان کے باعث (جنتوں تک) پہنچا دے گا، جہاں ان (کی رہائش گاہوں) کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہوں گی (یہ ٹھکانے) اُخروی نعمت کے باغات میں (ہوں گے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نعمت کی فضلیت بیان کرتے ہیں مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ وہ یہ جانتا ہے (یعنی ایمان رکھتا) ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یہ ایسی عظیم نعمت ہے جو باری تعالیٰ کے علاوہ دنیا کا کوئی انسان چاہے وہ ولی ہو یا قطب نبی ہو یا رسول کوئی عطا نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہے إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ بیشک ایسا نہیں ہے کہ تم جسے چاہو اسے اپنی طرف سے ہدایت دیدو لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیدیتا ہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے" اور یہ نعمت جس کو نصیب ہو اس کے پاس ہمیشہ ہو یہ بھی ضروری نہیں ناقدری پر چھینی بھی جا سکتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس پر تا ابد بقا کی دعا مانگنے کا حکم دیا ہے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اے ہمارے رب تو نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی ہے، اس کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، بیشک تو بڑا عطا فرمانے والا ہے"۔ اللہ تعالی ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔۔

ارتداد کسے کہتے ہیں؟؟

علی میاں ندوی ؒ فرماتے ہیں کہ شریعت اسلامی کی اصطلاح میں" ارتداد کے کیا معنیٰ ہیں؟ ایک دین کی جگہ پر دوسرا دین اور ایک عقیدے کے بجائے دوسرا عقیدہ اختیار کرنا! رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تعلیمات لے کر آئے جو کچھ اس سے تواتر

منقول ہے اور جو کچھ اسلام میں قطعی طور پر ثابت ہے اس سے انکار کرنا۔ (ذہنی واعتقادی ارتداد) انجام ارتداد قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں

(۱) وَ مَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ - (البقرۃ: ۲۱۷) اور اگر کوئی تم میں سے اپنا دین چھوڑے اور کافر کی حالت میں مرے تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا وآخرت دونوں میں اکارت ہوجائیں گے، ایسے لوگ دوزخ والے ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ مفتی شفیع صاحبؒ مذکورہ آیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ: دنیا میں اعمال کا ضائع ہونا یہ ہے کہ اس کی بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے، اگر اس کا کوئی مورث مسلمان مرے اس شخص کو میراث کا حصہ نہیں ملتا، حالت اسلام میں نماز، روزہ جو کچھ کیا تھا سب کالعدم ہوجاتا ہے، مرنے کے بعد جنازے کی نماز نہیں پڑھی جاتی، مسلمانوں کے مقابر میں دفن نہیں ہوتا۔ اور آخرت میں ضائع ہونا یہ ہے کہ عبادات میں ثواب نہیں ملتا، ابدالآباد کے لئے دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔۔ (معارف القرآن ج 1 ص 520)

(۲) **عن انس ان علیا اتی بناس من الزط یعبدون وثناً فاحرقهم، فقال ابن عباس رضی اللہ عنہ انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: من بدل دینه فاقتلوه**" (سنن نسائی ص: ۱۶۹، ج: ۲، مسند احمد ص: ۳۲۳، ج: ۱) ترجمہ: "حضرت انس سے روایت ہے کہ حضرت علی کے پاس زط (سوڈان) کے کچھ لوگ لائے گئے جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہوگئے تھے اور وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے، آپ نے ان کو آگ میں جلادیا، اس پر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "جو شخص اسلام چھوڑ کر مرتد ہوجائے، اس کو قتل کردو۔

(۳) صاحب ھدایہ فرماتے ہیں کہ: **واذا ارتد المسلم عن الاسلام والعیاذ باللہ عرض علیه الاسلام فان کانت له شبهة کشفت عنه ویحبس ثلاثة ایام فان اسلم والا قتل**" (ھدایہ اولین ص: ۵۸۰، ج: ۱)

ترجمہ: "اور جب کوئی مسلمان نعوذ باللہ! اسلام سے پھر جائے تو اس پر اسلام پیش کیا جائے، اس کو کوئی شبہ ہو تو دور کیا جائے، اس کو تین دن تک قید رکھا جائے، اگر اسلام کی طرف لوٹ آئے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کردیا جائے۔" مرتد کافر سے بدتر ہے

مفتی شفیع صاحبؒ **ومن یرتدد منکم الی آخر الآیة** کے تحت لکھتے ہیں کہ: غرض مرتد کی حالت کافر اصلی سے بدتر ہے، اسی واسطے کافر اصلی سے جزیہ قبول ہوسکتا ہے، اور مرتد اگر اسلام نہ لاوے اگر مرد ہے قتل کردیا جاتا ہے، اگر عورت ہو تو دوام حبس کی سزا دی جاتی ہے، کیونکہ اس سے اسلام کی اہانت ہوتی ہے، سرکاری اہانت اسی سزا کے لائق ہے۔ (معارف القرآن

ج 1ص 520)مسلمانوں کودام ارتداد میں پھنسانے والے کون؟اگرغورکیاجائےتوہمارے ملک ہندوستان میں تین طبقے کےلوگ سرگرم نظرآتے ہیں جوہروقت کوشاں ہیں کےکس طرح مسلمانوں کواپنے جال میں

پھنسایاجائے۔

(1)ہندو۔(2)عیسائی۔(3)قادیانی۔

1)ہندوؤں کی طرف سے باقاعدہ افرادمنتخب ہیں کہ کیسےمسلمانوں کوہندوبنایاجائے،ان کے لئے کیاحربےاختیارکئے جائیں آج کل ہماری قوم کی بیٹیاں غیروں کی جھوٹی محبتوں میں گرفتارہوکراپنے دین وایمان کاجوسودا کررہی ہیں یہ ان کےحربوں میں سےایک حربہ ہے۔جس کانام انہوں نے رکھاہے"بیٹی بچاؤ بہولاؤ" یہ چاہتے ہیں کےپورےملک کوہندوراشٹر بنادیاجائے۔اوریہ صرف ان کاارادہ نہیں بلکہ عملی اعتبارسےبھی ان کی کوششیں جاری ہیں جس کےنتیجےمیں اب تک ملک کی کئی ہزارمسلم لڑکیاں اپنےآپ کوان کےحوالےکرکےاپنی دنیاوآخرت برباد کرچکی ہیں۔ مضمون نگارانورخان اپنےمضمون" بھارت میں مسلمان لڑکیوں کومرتد بنانے کی مہم"اس میں وہ لکھتے ہیں کہ: مسلم لڑکیوں کے اغوااورارتداد کیلئے آرایس ایس کی تنظیمیں میدان عمل میں کام کررہی ہیں: وِشوَ ہندوپَرِیشَد، ہندوجاگرَن منچ، ہندویُواواہِنی، بجرنگ دل، وندے ماترم مشن، بھارت سیواشرم سَنگھ، ہندوسَمَتی سنگٹھن۔ ہریانہ صوبہ میں اس مہم کے آغاز کے موقع پر مسلمان لڑکیوں کومحبت کے جال میں پھنسانے والے ہندولڑکوں کوایک لاکھ روپےانعام دینے کااعلان،ان کی مکمل حفاظت اورسماج میں ان کی عزت وشہرت کایقین بھی دلایا گیا۔اتراکھنڈ کےممبراسمبلی سنجے گپتانے مسلمان لڑکیوں کومرتد بنانے کے لئے"لوکرانتی" (Love kranti) نامی مہم چلائی،جس کےتحت اس نے 500 ہندولڑکوں کا ایک گروپ بنایا اوران کو مسلمان لڑکیوں کومحبت کےجھوٹے جال میں پھنسا کرگھرسے بھگا کرمرتد بنانے کا ٹارگیٹ دیا۔مغربی بنگال کےجن علاقوں میں بی جےپی کی سیاسی حیثیت مضبوط ہے،وہاں RSS نوازتنظیموں نےمسلمان لڑکیوں کوپھنسانے کے لئے زبردست مہم چھیڑرکھی ہے۔اس سلسلے میں واقعات بھرے پڑے ہیں بندہ یہاں صرف دوتین واقعات پراکتفاءکرتاہے

1)بندے کےایک عزیزکارشتہ طےہوا فلاں لڑکی سےلڑکے کےگھروالوں نےلڑکی پسندکرلی،پھردوسری مرتبہ لڑکےکولےکرگئےلیکن جب یہ سارےلڑکی کےگھرپہنچےہیں توپتہ چلاکہ کل رات ایک غیرمسلم مچھیرے کےساتھ لڑکی فرارہوچکی ہے**الامان الحفیظ۔**

2)بندے کےشیخ ومرشدحضرت پیررجب علی صاحب چشتی حفظہ اللہ(مقیم خانقاہ گلشن افتخارمیسور)جوہروقت فتنہ ارتداد کےقلع قمع کےلئےمتفکراورسرگرم ہیں ایک واقعہ سنایاکہ ایک مسلم لڑکی کاتعلق فون پرایک ہندولڑکے سےہوااس نےلڑکی کواپنی جھوٹی

محبت میں گرفتار کیا لڑکی کے والدین کو پتہ چلا تو انہوں نے لڑکی کو گھر میں بند کر دیا لڑکی مار پیٹ کی جھوٹی تصاویر لڑکے کو شیر کرتی ہے لڑکا پولیس کے پاس مقدمہ دائر کرتا ہے کہ فلاں جگہ ایک لڑکی پر ظلم ہو رہا ہے پولیس گھر پہنچتی ہے سب کچھ دیکھتی ہے پھر دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنے کے وعدے پر والدین کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پھر چند دن کے بعد لڑکا پھر مقدمہ دائر کرتا ہے کہ فلاں لڑکی مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے لیکن والدین راضی نہیں ہوتے پولیس لڑکی کے گھر جا کر اس لڑکی کو مع والدین کے لے کر آتی ہے لڑکی نے سب کے سامنے اعتراف کرتی ہے کہ میری عمر 18 سال ہو چکی ہے اس لئے ملک کے قانون کے اعتبار سے مجھے جس کے ساتھ چاہے شادی کرنے کا حق ہے شہر کے علماء وغیرہ سب نے کوشش کی کہ کسی بھی طرح یہ معاملہ رک جائے لیکن مسئلہ ہاتھ سے نکل چکا تھا وہ لڑکا اس کے والدین اور علماء وغیرہ کے سامنے اس لڑکی کو لے کر چلا جاتا ہے کسی کی مجال نہیں کے اسے روکے۔

3) ایک اور واقعہ ایک مسلم محلہ جہاں پر بندے کی خالہ رہتی ہے وہاں پر ایک غیر کا گھر تھا اس کے گھر والی کے تعلقات ہمارے خالہ سے کچھ اچھے تھے اس لئے اس عورت نے خود میری خالہ کو یہ واقعہ سنایا کہ اس کا لڑکا ایک مسلم لڑکی پر عاشق ہو گیا لڑکی کا والد شرابی ہے والدہ پیسوں کی لالچی وہ عورت کہنے لگی میرے لڑکے کو اس سے شادی کراؤں گی حکومت سے مفت تین لاکھ روپے آئیں گے ایک لاکھ اس کی والدہ کو دے کر منہ بند کرا دوں گی اور دو لاکھ خود رکھ لوں گی الغرض کسی طرح مسجد کے ذمہ داروں کو پتہ چلا تو انہوں نے بجائے روکنے کے اس غیر مسلم گھرانے کو مسلم محلہ سے اٹھوا دیا پھر انہوں نے دوسری جگہ اپنا گھر منتقل کر لیا وہی اس لڑکی سے شادی ہو گیا۔۔ ایسے ہزاروں واقعات ہیں کس کس کو بیان کیا جائے کن کنپر رویا جائے۔۔ یہ ہندوں کی سازشیں کوئی نئی نہیں ہیں ملک کے آزادی کے وقت ہی سے یہ اپنے مذہب کی تبلیغ میں مسلسل کوشاں ہیں۔2

) دوسرے ہیں عیسائی جو ہمیشہ اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے متفکر رہتے ہیں ان کا آلہ کار تین قسموں پر مبنی ہے جنہیں کو مشہور صاحب قلم مولانا سید احمد ومیض حفظہ اللہ لکھا ہے عیسائی مشنریوں کا کام تین محاذوں سے ہے۔(1) تعلیم۔(2) علاج ومعالجہ۔(3) ریلیف۔ (مسلم لڑکیوں کا ارتداد اسباب وحل ص 22)

تعلیم: اولا انہوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے مناظرہ کو اپنا آلہ کار بنایا جس کے متعلق مولانا سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ: انگریزوں کے برسر عروج آتے ہی تین طرف سے حملوں کا آغاز ہوا، عیسائی مشنریز نے اپنی نئی نئی سیاسی طاقت کے بل بوتے پر اسلام کے قلعہ پر حملے شروع کر دئے، دوسری طرف ہندوؤں میں آریہ تحریک نے اپنے سابق مسلمان حکمرانوں سے نجات پا کر ان پر حملہ کی جرات پائی، اور سب سے آخر میں یوروپین علوم وفنون وتمدن کی ظاہری چمک

دمک مسلمانوں کی آنکھ کو خیرہ کرنے لگی خدا نے عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی، ڈاکٹر وزیر خاں صاحب (آگرہ) اور اس کے بعد مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی (بانی دارالعلوم دیوبند)، مولانا رحم علی صاحب منگلوری، مولانا عنایت رسول صاحب چریا کوئی مولانا سید محمد علی صاحب مونگیری (سابق ناظم ندوۃ العلماء) وغیرہ اشخاص پیدا کئے جنہوں نے عیسائیوں کے تمام اعتراضات کے پرزے اڑا دئے، اور خصوصیت کے ساتھ ڈاکٹر وزیر خان صاحب اور مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی کا وجود تو رد عیسائیت کے باب میں تائید غیبی سے کم نہیں، اور کون باور کرسکتا تھا کہ اس وقت میں پادری فنڈر کے مقابلہ کے لئے ڈاکٹر وزیر خان جیسا آدمی پیدا ہوگا، جو عیسائیوں کے تمام اسرار کا واقف اور ان کی مذہبی تصنیفات کا ماہر کامل، اور عبرانی و یونانی کا ایسا واقف ہوگا، جو عیسائیوں کو خود انہی کی تصنیفات سے ملزم ٹھہرائے گا، اور مولانا رحمت اللہ صاحب کے ساتھ مل کر اسلام کی حفاظت کا ناقابل شکست قلعہ دم کے دم میں کھڑا کر دیگا۔ (حیات شبلی ص 10)

لیکن جب اس کو زیادہ مفید نہ پایا تو جگہ جگہ اپنے تعلیمی ادارے قائم کئے جس کے اندر انہوں نے بآسانی اپنے مذہب کی تبلیغ کی اور کر رہے ہیں علامہ اقبال نے اسی کے متعلق کہا تھا۔ خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما لے کے آئی ہے مگر تیشۂ فرہاد بھی ساتھ پنے میں رہے راز ملوکانہ تو بہتر کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے اسے پھیر تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاسونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر۔ تعلیم کے بہانے بآسانی یہ اپنے مشن پر کامیاب ہو رہے ہیں بقول شاہ ملت مولانا انظر شاہ صاحب بینگلوری وہ اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں کے یہ اپنے اسکول کے بچوں کو گھمانے جنگل وغیرہ لے جاتے ہیں پھر درمیان میں جان بوجھ کر گاڑی کو بند کر دیتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں سے کہتے ہیں کے گاڑی خراب ہوگئی ہے سب باری باری اپنے خدا سے دعا کرو پہلے ہندو کا بچہ کھڑا ہوتا ہے وہ اپنے ایشور سے پراہتنا کرتا ہے لیکن ڈریور گاڑی اسٹارٹ نہیں کرتا۔ پھر مسلمان بچہ کھڑا ہوتا ہے وہ دعا کرتا ہے پھر بھی وہ اسٹارٹ نہیں کرتا پھر عیسائی بچہ کھڑا ہوتا ہے وہ اپنے یسوع کو پکارتا ہے جیسے ہی پکارتا ہے فوراً ڈریور گاڑی شروع کر دیتا ہے اور بچوں کے ذہن میں یہ بٹھا دیا جاتا ہے کے دیکھو عیسائی مذہب ہی برحق ہے اسی وجہ سے جب اس کو پکارا تو گاڑی شروع ہوگئی۔

شیخ الازہر عبدالحلیم محمود کا ایک بصیرت افروز تجزیہ

1999ء میں امریکہ کے ایک سفر میں وہاں کے مشہور شہر نیو جرسی میں ایک مصری عالم شیخ محمد الحانک سے ملاقات ہوئی، وہ نیو جرسی کے ایک بڑے اسلامک سنٹر میں امام وخطیب تھے، ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو رہی، عیسائی مشنریز

کی دعوتی سرگرمیوں کا موضوع زیر گفتگو آیا تو انہوں نے ایک عجیب وغریب بات سنائی جس کا یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔شیخ محمد الحائک نے فرمایا کہ ایک دن میرے استاذ شیخ عبدالحلیم محمود (جو بعد میں شیخ الازہر بنے، امام غزالیؒ کے علوم کے بڑے ماہر تھے، ندوۃ العلماء لکھنو کے جشن تعلیمی میں شرکت فرمائی تھی) نے دوران درس ہم طلبہ سے سوال کیا، عزیز طلبہ آج کل تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اخبارات میں اس طرح کی خبریں آتی رہتی کہ اسلام افریقہ میں اپنی کشش اور کمال کی وجہ سے پھیل رہا ہے، اس طرح کی خبریں پڑھ کر آپ لوگوں پر کیا تاثر ہوتا ہے؟ طلبہ نے عرض کیا: ہم لوگوں کو غیر معمولی خوشی ہوتی ہے، ایسی خبریں پڑھ کر ہم لوگ بے پناہ مسرور ہوتے ہیں۔شیخ نے فرمایا: عزیز واس طرح کی خبریں مسلمانوں کو سلانے اور انہیں غافل کرنے کیلئے دی جاتی ہیں تا کہ مسلمانوں کا یہ ذہن بنے کہ ہمیں اسلام کی دعوت واشاعت کے لئے کسی خاص محنت اور کوشش کی ضرورت نہیں ہے، اسلام تو خود اپنی خوبیوں کی وجہ سے تیزی سے پھیل رہا ہے، اس طرح کی خبریں چھاپ کر ہمیں سلایا جارہا ہے اور عیسائی مشنریاں بڑی خاموشی اور تیزی کے ساتھ افریقی ممالک میں اپنا دعوتی اور رفاہی کام کر رہی ہیں، لوگ کثرت سے عیسائیت کی گود میں جارہے ہیں، اگر ہماری غفلت اور ان کی چابکدستی کا یہی حال رہا تو مجھے خطرہ ہے کہ بہت سے افریقی ممالک میں آبادی کا تناسب بدل جائے گا، جن ممالک میں عیسائی بڑی اقلیت ہیں وہاں وہ اکثریت میں آجائیں گے اور جہاں برائے نام اقلیت ہیں وہاں طاقتور اقلیت بن جائیں گے۔شیخ محمد الحائک نے فرمایا: کہ اس وقت تو شیخ عبدالحلیم محمود رحمہ اللہ علیہ کا انتباہ ہم میں سے کئی لوگوں کے سمجھ میں نہیں آیا لیکن چند ہی سال کے بعد ہم نے محسوس کیا کہ آبادی کا تناسب تیزی سے تبدیل ہوا ہے اور عیسائیوں کی آبادی اکثر افریقی ملکوں میں بڑھ رہی ہے۔(ایضاص 14)

اسی طرح یہ طبی وامدادی تعاون کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں جہاں کوئی سیلاب وغیرہ سے لوگوں کو نقصان پہنچا ہو تو یہ فورا مفت ہر طرح کی امداد کے لئے پہنچ جاتے ہیں اور ان کی بھرپور خدمت کر کے عیسایت کی محبت ان کے قلوب میں پیوستہ کر دیتے ہیں۔مفتی عتیق احمد صاحب حفظہ اللہ (استاذ ندوۃ العلماء لکھنؤ) ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ" اس سلسلے میں میں اس واقعہ کو کبھی نہیں بھول پاتا جو میرے ساتھ 2004ء میں امریکہ پیش آیا، امریکہ کے ایک سفر میں عیسائیوں کے کچھ کلیساؤں، عیسائی مشنریز کی رفاہی اور سماجی تنظیموں کو دیکھنے کا اتفاق ہوا، امریکہ کے مشہور شہر ڈنور میں ایک رفاہی تنظیم کے آفس میں گئے، ان لوگوں نے ایک مختصر پروگرام کر کے اپنی فلاحی اور رفاہی سرگرمیوں سے واقف کرایا، انہوں نے اپنا ایک اہم کام یہ بھی ذکر کیا کہ ہم لوگوں نے صومالیہ کے بہت سے لوگوں کو جو وہاں کی خانہ جنگی کی وجہ سے اجڑ گئے تھے اور اسباب معاش سے محروم تھے صومالیہ سے نکال کر امریکہ پہنچایا ہے اور انھیں امریکہ میں آباد کر دیا ہے، انھیں امریکی شہریت دلانے کی کوشش ہو رہی ہے، چند صومالیوں سے اس پروگرام میں مختصر بیان بھی کروایا کہ ہم لوگ صومالیہ میں کتنے

خطرناک حالات کے شکار تھے فقر وفاقہ اور مشنریز کے لوگوں نے کس طرح ہماری مدد کی اور ہمیں موت کے منہ سے نکالا۔ پروگرام ختم ہونے کے بعد چائے کا دور چل رہا تھا اور حاضرین ایک دوسرے سے متعارف ہو رہے تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے، اسی اثناء میں ایک صومالی نوجوان میرے پاس آیا اس نے مجھے سلام کیا اور فصیح عربی میں بات کرنی شروع کی، اس کی گفتگو کا خلاصہ یہ تھا کہ واقعی خانہ جنگی کی وجہ سے ہمارے ملک کے حالات ایسے برتر ہو گئے تھے کہ وہاں رہنا ہمارے لئے ممکن نہ رہا تھا اور اس رفاہی تنظیم نے بروقت ہماری مدد کر کے ہمیں امریکہ پہنچایا اور یہاں ہمیں آباد کرنے کی پوری فکر کر رہے ہیں، بلاشبہ ان لوگوں کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ پھر اس نوجوان نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ: شیخ میں **جامعہ الازہر** کی **کلیۃ الشریعہ** کا فارغ ہوں، مجھے ایمان کی قدر و قیمت معلوم ہے، اس لئے مجھے اپنے بارے میں خطرہ نہیں کہ ہے لیکن ہمارے ساتھ جو دوسرے نوجوان امریکہ آئے ہیں ان میں سے بہت سے لوگ دین و ایمان سے بڑی حد تک ناواقف ہیں، وہ لوگ عیسائیوں کے اس کردار سے حد درجہ متاثر ہیں، مجھے ان کے ایمان کے بارے میں خطرہ ہے، آپ دعا فرمائیں کہ ان کا ایمان محفوظ رہے۔ ان جملوں کو ادا کرتے وقت نوجوان کی آنکھیں اشک آلود تھیں، اس کے چہرے سے فکر و تشویش کی لکیریں واضح تھیں، میں نے اس نوجوان کو تسلی دی اور کہا کہ اللہ تعالی سے مجھے پوری امید ہے کہ آپ کی اس فکرمندی کی برکت سے انشاء اللہ آپ کے ساتھیوں کا ایمان محفوظ رہے گا اور میں ان کے ایمان کی حفاظت کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ اس واقعہ نے میرے اعصاب کو ہلا کر رکھ دیا اور میں سوچنے لگا کہ خدا جانے کہ حالات کے مارے ہوئے فقر وفاقہ کے شکار کتنے مسلمان پوری دنیا میں عیسائی مشنریوں کے ہاتھوں اپنا سرمایہ ایمان گنوا رہے ہونگے اور مسلمان علماء، زعماء اور اغنیاء حالات سے بے خبر اپنی اپنی دنیا میں مگن ہیں۔ (عیسائی مشنریز کی سرگرمیاں اور مسلمان ص 12)

(3) **قادیانیت:** پھر تیسرا طبقہ جو امت اسلامیہ کے پیچھے لگا ہوا ہے وہ قادیانی فرقہ ہے اگر کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ جتنے بھی فرق ضال و مضل ہیں ان میں سب سے بدترین اور اخبث الخبائث یہ فرقہ ہے جو ہمیشہ اپنے گرو گنٹال مرزا قادیانی کو دنیا والوں کے سامنے نبی منوانے میں لگا ہوا ہے یہ ایسے قریوں میں جاتے ہیں جہاں مسلم آبادی دوسرے مسلم آبادی سے بہت دور ہو اور ان کو دین کا کچھ بھی علم نہ ہو ایسے سیدھے سادھے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔۔ قادیانیوں کا نظام تبلیغ واشاعت مذہب: قادیانیوں کا نظام تبلیغ واشاعت مذہب کی وسعت اور پھیلاؤ کا اندازہ مندرجہ ذیل تفصیل سے کیا جا سکتا ہے۔ امریکہ کی چار ریاستوں میں 9 مشن کام کرتے ہیں۔ ان کی 14 / عبادت گاہیں اور تین مدرسے، پانچ اخبارات ورسائل شائع ہوتے ہیں۔ یورپ کے ملکوں میں کینڈا، انگلینڈ، ہالینڈ، سوئزرلینڈ، جرمنی، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، بلجیم، اسپین اور اٹلی میں ان کے 24 مشن، 130 مسجدیں، 2 مدرسے ہیں اور 9 رسالے اور اخبارات جاری ہیں۔ مشرق وسطی

میں فلسطین، شام، لبنان، عدن، مصر، کویت، بحرین، مسقط، دبئی اور اردن میں 10 مشن چار عبادت گاہیں اور ایک مدرسہ ہے اور ایک رسالۃ البشریٰ عربی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ مشرقی افریقہ میں کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، زامبیا میں 26 مشن 71 مسجدیں 5 مدرسے ہیں اور 5 / اخبارات ورسائل شائع ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ کامیابی ان کو مغربی افریقہ میں ملی ہے۔ وہاں نائیجریا، گھانا، سیرالیون، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، لائیسیریا، ٹوگولینڈ، نائیجر بینین اور صومالیہ میں 237 / مشن، 469 / عبادت گاہیں، 154 / مدارس اور 25 / ہسپتال ہیں اور 4 / اخبارات ورسائل شائع کئے جاتے ہیں۔ ممالک بحر ہند میں ماریشس، لنکا، برما میں سے مشن 13 / عبادت گاہیں اور ایک مدرسہ ہے۔ 3 / اخبارات ورسائل جاری ہیں۔ مشرق بعید میں انڈونیشیا، ملیشیا، جی آئی لینڈ، جاپان، فلپائن، جنوبی افریقہ میں کیپ ٹاؤن میں 73 مشن 127 / عبادت گاہیں اور 5 مدرسے ہیں، 6 / اخبارات ورسائل ہیں۔ مشرق بعید میں سب سے زیادہ کامیابی ان کو انڈونیشیا میں حاصل ہوئی جو ایک مسلم ملک کہا جاتا ہے۔ صرف انڈونیشیا میں 30 مشن مصروف کار ہیں اور 115 عبادت گاہیں اس کے مختلف شہروں میں موجود ہیں۔ مذکورہ بالا تفصیل سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ قادیانیت کی تبلیغ میں کتنی منظم اور کتنی بڑی فوج لگی ہوئی ہے اور یہ ساری فوج صرف امت محمدیہ پر حملہ آور ہے اور اس کی مدافعت میں کوئی منظم جماعت ہماری نگاہوں میں نہیں ہے۔" (کفر وارتداد کا زمانہ اور امت مسلمہ کی غفلت و بے حسی ص 145 بحوالہا حتساب قادیانیت جلد نمبر 55 صفحہ نمبر: 254)

پھر جتنے بھی فرقے ہیں شکیلیت۔ گوہر شاہیت وغیرہ سب اسی کے ضمن میں آتے ہیں۔ زندیق شکیل بن حنیف کی حکمت عملی

1۔ قادیانی اور دوسرے کذابوں کی طرح من مانے انداز میں قرآن وحدیث کی تشریح لوگوں کے سامنے پیش کرنا۔ 2۔ دور نبوی سے چودہ سو سال تک (بشمول موجودہ دور) کے علماء ومحدثین کی اعتباریت کو مجروح اور ان کی بصیرت وخدمات کو کلیتاً انکار کرنا۔ 3۔ علماء کی اعتباریت کو مجروح ٹھہراتے ہوئے دعوی کرنا کہ جس طرح یہود ونصاری توریت وزبور کا علم رکھنے کے باوجود صحیح طور پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو نہیں پہچان سکے انجام کار وہ گمراہ ہو گئے اسی طرح سارے علماء مہدی ومسیح کے بارے میں قرآن وحدیث کی پیشین گوئیوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں اس لیے مجھے اس کا مصداق ہونے سے انکار کرتے ہیں انجام کار علمائے یہود ونصاری کی طرح میری مہدویت ومسیحیت کا انکار کرنے کی وجہ سے علماء گمراہ ہیں۔۔"

4۔ شکیل نے اپنے مہدویت کے شیش محل کے تحفظ اور دوامی روح پھونکنے کی خاطر چوتھا شوشہ یہ چھوڑ دیا ہے کہ اس وقت روئے زمین پر اشرار الناس یعنی بدترین مخلوق علماء ہیں لہذا ہر حال میں ان (علماء اسلام-اشرف) سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنا ضروری ہے، کیوں کہ یہ وہ قوم ہے جو سب سے پہلے المہدی کی مخالفت کرے گی۔

(فتنہ ارتداد سے حفاظت کی تدبیریں ص 17)۔

فتنہ گوہر شاہی

اسلام کے خلاف اٹھنے والے بدترین فتنوں میں سے یہ بھی ایک فتنہ ہے اس کا بانی ریاض ہے جو اپنے مشن کا آغاز انجمن سرفروشان اسلام کے نام شروع کرتا ہے اور تصوف کے دروازے سے گھس کر طریقت کا لبادہ اوڑھ کر مختلف قسم کے دعوے کرتا ہے۔ان میں سے ایک مہدی ہونے کا دعوی ہے۔۔یہ تو مر گیا اب اس کا چیلا یونس الگوہر جگہ جگہ ذکر کی مجالس وغیرہ سے امت کو گمراہ کرنے کے درپے ہے۔

اسباب ارتداد

ارتداد کے عام اسباب 1۔اسلام کی اہمیت، کفر وشرک اور ارتداد کی گندگی کو ہمارے بیانات اور تحریروں میں قوت کے ساتھ نہیں پیش کیا جارہا ہے۔2۔حلاوت ایمان والے اعمال سے دوری۔3۔تقوی کی کمی۔4۔عوام الناس کا علماء سے روابط میں کمی۔5۔بے حیائی اور بے پردگی، خواتین کی آزادی کا تصور۔6۔اسراف اور عدم سخاوت۔7۔برے دوستوں کا انتخاب ۔8۔گھروں میں دینی تعلیم کا فقدان۔9 اسکولوں میں مغربی ماحول، سرپرستوں کی بے توجہی۔(فتنہ ارتداد سے حفاظت کی تدبیریں ص2)

غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ مسلم لڑکیوں کے شادی کے واقعات اور بنیادی اسباب

مفتی احمد اللہ نثار قاسمی صاحب غیر مسلم لڑکوں سے شادی کے اجمالی اسباب تحریر فرماتے ہیں کہ:ارتداد لڑکوں کا ہو یا لڑکیوں کا دونوں باعث تشویش اور باعث شرم ہے، اس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں جن میں سے ایک قابل ذکر وجہ ہندو عظیموں کا منظم طریقے پر مسلمان لڑکیوں کو جال میں پھنسا کر ان کی زندگیاں برباد کرنا، ایمان کی کمزوری تربیت کا فقدان مخلوط نظام سرفہرست ہیں، مسلم لڑکیوں کے ارتدا کے مختلف وجوہات ہیں جو ذیل میں تحریر کیے جارہے ہیں

1 شادی کی فضول خرچیاں۔2 مسلمان لڑکوں کی تعلیمی پسماندگی۔3 مخلوط تعلیم۔4 مخلوط ماحول کی ملازمت۔5 مسلم لڑکیوں کے لیے غیر مخلوط جدید نظام تعلیم کا نہ پایا جانا۔6 غربت اور جہالت۔7 گھر میں دینی ماحول کا نہ ہونا۔8 مذہب بیزاری۔9 لڑکیوں کی وقت پر شادی نہ کرنا۔10 لڑکیوں کا پرائیویٹ سیکٹرز میں جاب کرنا۔11 ماں باپ کا اپنی اولاد کو وقت نہ دے پانا۔12 تعدد ازواج کا رواج نہ ہونا۔13 طویل عرصہ اہل خانہ سے دور ہونا۔(مسلم لڑکیوں کا ارتداد اسباب وحل ص128)

اسباب سد ارتداد

(1) دین سے روشناس کرانا۔(2)۔تعلیم (3)۔تربیت۔

1) دین سے روشناس کرانا: اس کے لئے دو کام 1) جگہ جگہ مکاتب کی فکر کریں۔2) جگہ جگہ نسوان کھولیں۔مکاتب: بچوں کو پابندی سے صبح شام مکاتب بھیجے اور جس طرح والدین دنیاوی تعلیم پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح دینی تعلیم پر بھی ہو۔مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج ہمارے اندر مکاتب کی اتنی اہمیت نہیں ہے جتنی اسکول وکالج کی ہے ہم جس فکر اور لگن کے ساتھ اپنے بچوں کو دنیاوی تعلیم دلاتے ہیں اگر وہی فکر دینی تعلیم پر بھی ہو جائے تو ہماری نسلیں ان شاء اللہ کبھی بھی ارتداد کی طرف مائل نہ ہو۔اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری نسلیں ارتداد سے محفوظ رہے تو ان کو دینی تعلیم سے روشناس کرانا ضروری ہے۔اس کے لئے جگہ جگہ مکاتب کھولیں جائے۔نسوان: کے متعلق ذیل میں بندہ اپنے شیخ ومرشد حضرت اقدس پیر رجب علی صاحب چشتی حفظہ اللہ (مقیم خانقاہ گلشن افتخار میسور) کی نسوان کے سلسلے میں جو ترتیب اور فکر ہے اسی کو پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں ۔۔(1) ہر دس گھر کے درمیان ایک تعلیمی سینٹر بنایا جائے۔ (2) ہر ہر مستورات کا تعلق اس سینٹر سے جوڑا جائے جس میں کم از کم دو گھنٹہ ہر مستورات لگائے اگر کوئی خاتون نہیں آرہی ہے تو اسے دعوت دیکر اسکے محرم کے ذریعہ سے بلایا جائے بہت سی بڑی عمر والی مستورات کا کلمہ نماز بھی درست نہیں ہوتا تو کم از کم کلمہ نماز درست کرائیں، جو غیر شادی شدہ ہیں انہیں دو سالہ داعیہ کورس کرائیں۔(3) اسکول کالج میں پڑھنے والی بچیوں کیلئے ٹیوشن کا انتظام کریں تا کہ ان بچیوں کو دینی تعلیم سے روشناس کرایا جاسکے اور غیروں کی سازشوں سے باخبر کیا جاسکے ورنہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایسی بچیاں دینی تعلیم سے محروم رہ جاتی ہیں اور غیروں کا شکار بن جاتی ہیں یا کم از کم نکاح کے بعد گھر کو جہنم بنا دیتی ہیں شوہر کے حقوق سے ناواقف ہوتی ہیں ساس سسر کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا دوسروں کے درمیان کیسی زندگی بسر کرنا کچھ معلوم نہیں ہوتا۔(4) اگر کوئی بھی ایسی نادانی کر بیٹھی کے غیروں کے ساتھ رشتہ قائم کرلی تو کم از کم اسے دعوت دیکر دوبارہ اسلام میں لانے کی کوشش کریں۔5 نسوان کے اردگرد چاروں طرف کوئی بیوہ بے بس ہے تو اس کی ضروریات، دوا وغیرہ کا انتظام کریں وہاں پر کمپنی سے رابطہ کر کے کوئی ایسا سنٹر بنایا جائیں جو کام مستورات کر سکیں اور وہ مستورات جو باہر بے حیائی کے ماحول میں جو کام کرتی ہیں مردوں کے اختلاط کے ساتھ کام کرتی ہیں اس سے بعض سے شادی ہو کر بھی بھاگ جاتی ہیں یا کم از کم ناجائز تعلق جوڑ لیتی ہیں اس لئے ان مستورات کو یہاں اپنے سنٹر میں کام دیکر چھ گھنٹہ کام کرایا جائیں دو گھنٹے ان کی تعلیم و تربیت پر لگایا جائیں۔تعلیم: مخلوط تعلیم گاہوں سے کلی اجتناب کریں۔اس کے لئے اہل ثروت حضرات متفکر ہو اور جگہ جگہ مسلم تعلیم گاہیں کھولی جائیں۔اور اسی طرح ٹیوشن وغیرہ میں بھی اس بات کا پاس ولحاظ رکھا جائیں۔اور مسلم تعلیم گاہوں میں بھی ایک گھنٹہ ہر ایک مسلم بچے کے لئے دینی تعلیم دی جائیں۔تربیت: 1 اپنی اولاد پر کڑی نظر ہو ان کے ہر حرکات وسکنات

پر نظر ہو۔۔2 غیر مسلم چاہے لڑکا ہو یا لڑکی ان سے کسی بھی طرح کی دوستی نہ کرنے دیں 3 والد یا سرپرست جو بھی ہو اسکول وکالج کو خود لے کر جائے اور خود ہی لے کر آئے 4 وقتاً فوقتاً درسگاہ میں جا کر اپنے بچوں کی حاضری دیکھے 5 فون سے حتی الامکان پرہیز کرائے اگر کسی اشد ضرورت پر رکھنا ہی ہو تو بغیر اطلاع کئے چیک کرتے رہے 6 گھروں میں کچھ وقت سب بیٹھ کر کوئی دینی کتاب پڑھیں۔مخلوط محفلوں سے پرہیز کریں اور اسی طرح علاج ومعالجہ بھی ایسی جگہ کرانے کی کوشش کریں جہاں پر مرد کے لئے مرد اور عورت کے لئے عورت علاج کرتے ہوں۔۔اور اہل ثروت حضرات جگہ جگہ مسلم ہاسپٹل کھولیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وغیرہ وغیرہ

درس قرآن

مفتی عبداللہ مدبر صاحب قاسمی*

ملک کے حالیہ تناظر میں باعتبار انسانیت ہر کوئی ذی فہم وذی عقل وشعور سیکولرزم کا نعرہ لگانے والا ملکی بھائی انتشار وافتراق، رب و بے چینی کی زندگی گزار رہا ہے پتہ نہیں کب کیسے اور کونسے حالات رونما ہو جائے اس کے لئے قرآن مجید بطور تسلی ہمیں دلاسہ دیتا ہے۔ (ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین) اس آیت کریمہ کے شان نزول کی طرف بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو آج کے حالات زار کی ورق گردانی ہوگی، مذکورہ بالا آیت اسلام کا مشہور غزوہ، غزوہ احد سے متعلق ہے غزوہ احد کے موقع سے عارضی شکست کے تین اہم اسباب تفاسیر وتواریخ کے بموجب تھے جن میں پہلا سبب قیل وقال نیز باہمی نااتفاقی وناچاقی۔ دوسرا سبب قلوب مسلمین کو کمزور اور بزدلی کا ماحول پیدا کرنے کی غرض سے نعوذ باللہ سرکار دوعالم کی وفات کی خبر عمداً مشہور کردی گئی تھی۔ تیسرا سبب تعمیل حکم میں خلاف ورزی یہ تین لغزشیں مسلمانوں سے ہوگی تھیں جس کی بنا پر عارضی شکست ہوئی ی عارضی شکست اگرچہ فتح میں تبدیل ہو چکی تھی لیکن ان میں بھی دو باتیں رہیں ایک گوگوشت باتوں کا رنج وغم دوسری چیز ہمت باندھنا کہ آئندہ کہیں مسلمان کمزور پڑ جائے اس لئے ان دونوں رخنوں کو بند کرنے کے لئے آیت کا نزول ہوا تھا دور حاضر میں جمیع انسانیت میں بلا کسی تفریق مسلک و مذہب اگر دیکھا جائے تو یہ تین کمزوریاں ہر ایک میں کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی گوشے میں پائے جاتے ہیں الغرض علاوہ دیگر مذاہب کے میں مذہب اسلام کا ترجمان ہوں، اور ترجمانی میرے لئے لازمی شیء ہے، مذہب اسلام تہذیب وتمدن رواداری، باہمی اخوت، ادائے حقوق بندگان خدا، امن وانصاف کا علمبردار، احقاق حق وابطال باطل کا خوگر، پیار ومحبت کی معطر فضاؤں کا بکھیرنے والا مذہب ہے۔ لیکن چند سالوں سے کچھ ناعاقبت اندیش مسلمان خدا دوری خدا بیزاری کے پیش نظر ان تین وجوہ کے شکار ہیں:

(۱) قیل وقال باہمی نااتفاقی وناچاقی آپسی چپقلش (۲) خوف وہراس کا خوامخواہ ماحول پیدا کرنا انجی مجالس سے لے کر عمومی مجالس میں ہمیشہ مایوسی وبزدلی کی فضا پیدا کر کے ہمت وحوصلوں کو پست کرنا (۳) تعمیل اوامر ونواہی وسنت نبوی میں کوتاہی و خلاف ورزی۔ آیئے اب ہم تین امور پر روشنی ڈالتے ہیں۔

قیل وقال باہمی نااتفاقی وناچاقی وآپسی چپقلش، اس کی بنیادی وجہ فرعونیت بالفاظ دیگر (انانیت) جو کہ تواضع کی ضد ہے، اسپر

---

* مہتمم جامعہ عزیزیہ ہنسور، میسور

کئی مضامین متفرع ہو سکتے ہیں، انانیت ایک ایسا سمّ قاتل مرض ہے جو کینسر سے زیادہ خطرناک ہے، نتیجہ دنیا و آخرت دونوں کا نقصان "**خسر الدنیا والآخرة**" انانیت مثل قصر عنکبوت ہے جس کا وہن عیاں ہے، اور وہن کے سلسلے میں پیغمبر اسلام ﷺ نے دنیا کی محبت اور موت سے نفرت فرمایا ہے **الامان الحفیظ**۔ یہی وہ دو امراض "دنیا کی محبت اور موت سے نفرت" ہیں جس سے ہر آدمی ہمچوں دیگرے نیست سمجھ بیٹھا ہوا ہیں، اس جملے کے اندر کئی مفاسد پنہاں ہیں، تکبر، حسد، بغض، حبّ جاہ، حبّ مال، حبّ دنیا جو ہر بیماری کی جڑ ہے، تاریخِ دنیا کا مذموم اور شیطان لعین کا منحوس جملہ "**انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین**" اس جملہ سے قیل وقال باہمی نا اتفاقی و ناچاقی و آپسی چپقلش کا معیوب دروازہ کھل کر داخل ہونے والوں کو قعر مذلّت میں پہونچا دیا۔ حالات حاضرہ میں دو فتنے ایک خارجی دوسرا داخلی، دونوں کا سدّ باب ضروری ہے، خارجی مثلا ادیان باطلہ کے مکین بت برست، بت گر، یہودیت، نصرانیت، مجوسیت، قادیانیت، ولادیت، شکیلیت، جو سماجی دشمن ہیں، امن وامان کی فضاء کو مکدّر کرنا جن کا اہم وطیرہ ہے۔ (جاری)

مسائل شرعیہ

مفتی محبوب خان صاحب حسامی*

مرد کے لئے چاندی کی انگوٹھی پہنے کا حکم مردوں کے لئے چاندی کی انگوٹھی استعمال کرنا جائز ہے بشرطیکہ چاندی کا وزن 4 گرام 374 ملی گرام سے کم ہوں باقی مردوں کے لئے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کا استعمال کرنا جائز نہیں اور عورتوں کے لئے لوہے کے علاوہ دیگر دھات کا استعمال کرنا جائز ہے, دلیل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خاتم مِنْ شَبه فقال لَهُ: مَالِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ، فَطَرَحَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيد، فَقَالَ: مَالِيْ أَرِيْ عليك حلية اهل النار، فَطَرَحَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ؟ قَالَ: اتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا -(رواہ ابوداؤد الرقم 4223)

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا جب کہ اس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا: "مجھے کیا ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بو پاتا ہوں؟ تو اس نے وہ انگوٹھی اتار پھینکی۔ وہ دوبارہ آیا تو لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوا تھا، آپ نے فرمایا: "کیا بات ہے کہ میں تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں ہے تو اس نے وہ بھی اتار پھینک دی پھر کہنے لگا یا رسول اللہ میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں تو آپ نے فرمایا چاندی کی اور وہ بھی پورے مثقال (کے وزن) کی نہ ہوں

۲) ماہر ڈاکٹر سے علاج کرانا انسان کے لیے اس کا اپنا جسم اللہ کی طرف سے عطا کردہ عظیم امانت ہے جب انسان حفظان صحت کے اصولوں سے ہٹ کر غیر معیاری خوراک اور نقصاندہ اشیاء استعمال کرتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس انسان کو بہت سی بیماریاں لاحق ہوجاتی ہے ایسی صورت میں ان امراض کی صحیح تشخیص اور موثر علاج معالجے کے لئے ایک بہترین ڈاکٹر اور حکیم کی ضرورت پڑتی ہے ایک انسان کے لئے ضروری ہیکہ وہ اپنا علاج ایسے ڈاکٹر سے کرائے جو اس فن کا ماہر ہوں شریعت اسلامیہ جعلی ڈاکٹروں کو معاشرے میں برداشت نہیں کرتی اور پابندی لگانے کا حکم دیتی ہے۔ دلیل ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے طبیب ہونے کا دعوی کیا حالانکہ وہ طب کے بارے میں کچھ نہ جانتا تو وہ (نقصان ہونے کی صورت میں) تاوان بھرے گا

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَطَبَّبَ وَلَا يعلم مِنْه طَب فَهُوَ

---

*دارالافتاء والتحقیق حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، بودھن روڈ نظام آباد، تلنگانہ ۱

ضَامِنٌ (ابوداؤد الرقم 4586)

۳) بلڈ ڈونیشن کیمپ میں خون دینا جائز نہیں انسان اور انسانی جسم کا ہر عضو قابل احترام ہے۔ ان ہی میں سے ایک خون ہے، شریعت اسلامیہ میں خون کی خرید وفروخت ناجائز ہے۔ لیکن اگر کسی مریض کو واقعی خون کی ضرورت ہوں تو اس کو خون بلا معاوضہ دیا جائے لیکن اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ خون دینے والے کو خون دینے کی وجہ سے کوئی پریشانی لاحق نہ ہوں اور مجبوری کے وقت خون خریدنے کی بھی گنجائش ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ خون بلڈ ڈونیشن کیمپ میں ہرگز نہ دیا جائے کیونکہ یہ بلاضرورت خون کا عطیہ دینا ہے۔ اور بلڈ ڈونیشن کیمپ والے اگر چل کر کسی مریض کو مفت خون نہیں دیتے بلکہ وہ خون کو فروخت کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ انسانی ہمدردی کے نام پر لوگوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔ اس لئے کسی مریض کو ضرورت پر مفت خون دینے کی گنجائش ہے۔ بلڈ ڈونیشن کیمپ میں خون دینا جائز نہیں دلیل

عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبِي اشْتَرَى عَبْدًا حَجَّامًا فَسَأَلْتُهُ۔ فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَثَمَنِ الدَّمِ

ترجمہ: میں نے اپنے والد کو ایک پچھنا لگانے والا غلام خریدتے دیکھا۔ میں نے یہ دیکھ کر ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت لینے اور خون کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے (بخاری شریف الرقم 2086)

٤) نوجوان لڑکیوں کا فیشن کے طور پر ناخن بڑھانا آج کل نوجوان لڑکے اور لڑکیوں میں فیشن کے طور پر بڑے بڑے ناخن رکھنے کا رواج بڑھتا جارہا ہے یا ہاتھ کی کسی ایک انگلی میں ناخن بڑھایا جارہا ہے۔ جب کہ شریعت مقدسہ نے ناخن کاٹنے کو امور فطرت میں شمار کیا ہے، اور اس کے لیے دن بھی مقرر کیے ہیں، یعنی ہفتہ میں ایک بار کاٹنا مستحب، پندرہ دنوں کے بعد جائز، اور چالیس دن سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کا فیشن کے طور پر ناخن بڑھانا گناہ ہے دلیل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْفِطْرَةُ «خَمْسٌ - أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفَطْرَةِ، الختان ،والاستحداد، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ وَنَتْفُ الإبط وقَصُّ الشارب

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ نبی اہل علم نے فرمایا فطرت کے خصائل) پانچ ہیں (یا پانچ چیزیں فطرت کا حصہ ہیں): ختنہ کرانا، زیر ناف بال مونڈنا، ناخن تراشنا، بغل کے بال اکھیڑنا اور مونچھ کترنا (مسلم شریف الرقم 597)

عورت کا خوشبو لگانا عورت کے لیے ایسی خوشبو لگانے کی اجازت ہے جس کی مہک کم ہو اور اس میں رنگ غالب ہو جائز ہے۔عورت کے لئے پھیلنے والی خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ہاں عورت اگر اپنے گھر کے اندر اپنے شوہر کے لئے عطر اور پھیلنے والی خوشبو استعمال کرے تو مضایقہ نہیں۔لیکن عورت خوشبو لگا کر گھر سے باہر ہی اس نیت سے نکلے کہ اجنبی مردون کو اس کی خوشبو آئے تو یہ حرام ہے اور اگر عورت عورتوں ہی کی محفل میں ہوں کوئی مرد اس محفل میں شریک نہ ہوں تو پھیلنے والی خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔دلیل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وطيب النساء ما ظهر لونه وخفي ريحه

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی مہک پھیل رہی ہو اور رنگ چھپا ہوا ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو لیکن مہک اس کی چھپی ہوئی ہو (ترمذی شریف الرقم 2787)

حديث عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر آنکھ زنا کار ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ بھی ایسی ایسی ہے یعنی وہ بھی زانیہ ہے (ترمذی شریف الرقم 2786)۔

ماہِ صفر المظفر کے احکام ومسائل

حافظ محمد ابراہیم نقشبندی*

صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا

آج کل مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کی کمی کی وجہ سے توہم پرستی بہت زیادہ ذہنوں میں راسخ ہوچکی ہے، جس کی وجہ سے لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھوت چھات (بیماری کا دوسرے سے لگنے کا وہم) اور اُلو (کو منحوس سمجھنے) اور صفر (کے مہینہ کو منحوس سمجھنے) کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے واضح انداز میں توہم پرستی، چھوت چھات اور صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنے کی نفی فرمائی ہے، لہذا کسی وقت اور زمانے میں کوئی نحوست اور برائی نہیں ہے۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے، زمانے کو برا بھلا کہتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانہ کا پیدا کرنے والا ہوں، میرے ہی ہاتھ میں تمام کام ہیں، میں جس طرح چاہتا ہوں رات اور دن کو پھیرتا رہتا ہوں۔ لہٰذا پتہ چلا کہ نحوست کی اصل وجہ زمانہ وغیرہ نہیں ہے، نہ کوئی دن منحوس ہے اور نہ کوئی مہینہ، بلکہ نحوست کی اصل وجہ انسان کے اپنے برے اعمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو مصیبت بھی تم پر پڑتی ہے، وہ تمہارے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (سورۃ الشوریٰ: آیت نمبر:30)

''صفر'' اور بدفالی زمانہ جاہلیت میں

(۱) زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا صفر کے متعلق یہ گمان تھا کہ اس ماہ میں بکثرت مصیبتیں آفتیں نازل ہوتی ہیں اور یہ مہینہ نحوست پریشانیوں اور مصائب والا ہے نیز اہل عرب صفر کا مہینہ آنے سے بدفالی بھی لیا کرتے تھے۔

(۲) بعض اہل علم عرب کا یہ گمان تھا کہ صفر سے مراد وہ سانپ ہے جو انسان کے پیٹ میں ہوتا ہے اور بھوک کی حالت میں انسان کو ڈستا اور کاٹتا ہے چنانچہ بھوک کی حالت میں جو تکلیف ہوتی ہے وہ اسی کے ڈسنے سے ہوتی ہے۔

(۳) بعض اہل عرب کا یہ نظریہ تھا کہ صفر سے مراد پیٹ کا وہ مرض یا درد ہے جو بھوک کی حالت میں اٹھتا اور بھڑکتا

---

*بانی وچیئرمین: الکہف ایجوکیشنل فاؤنڈیشن

یا جوش مارتا ہے اور جس کے پیٹ میں ہوتا ہے بسا اوقات اس کو جان سے بھی مار دیتا ہے اور نیز اہل عرب اس کو خارش کے مرض والے سے بھی زیادہ متعدی مرض سمجھتے تھے۔

(۴) بعض کے نزدیک صفران کیڑوں کو کہتے ہیں جو جگر اور پسلیوں کے سرے میں پیدا ہوجاتے ہیں جن کی وجہ سے انسان کا رنگ بالکل پیلا ہوجاتا ہے (جس کو طب کی زبان میں "یرقان" کہا جاتا ہے) اور بسا اوقات یہ مرض انسانی موت کا سبب بن جاتا ہے۔ اسلام نے ان تمام مذکورہ خیالات ونظریات کو باطل اور غلط قرار دیا ہے۔ بلکہ ان ارشادات مبارکہ سے صفر کے حوالے سے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام غلط خیالات وتصورات کی نفی ہوگئی ہے کیونکہ یہ ارشادات قیامت تک کے لیے ہیں۔

ماہ صفر اور عصر حاضر کی جہالتیں

آج کل بھی ماہ صفر کے متعلق عام لوگوں کے ذہن میں مختلف خیالات جمے ہوئے ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں

(۱) **شادی اور خوشی کی تقریبات نہ کرنا:** بعض لوگ ماہ صفر میں شادی بیاہ اور دیگر پر مسرت تقریبات منعقد کرنے اور اہم امور کا افتتاح کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ صفر میں کی ہوئی شادی صفر (زیرو) ہوگی (یعنی ناکام ہوگی)۔ چنانچہ صفر کا مہینہ گزرنے کا انتظار کرتے ہیں اور پھر ربیع الاول کے مہینہ سے اپنی تقریبات شروع کردیتے ہیں۔ اگر کوئی اس مہینہ میں شادی کرے تو اسے بہت معیوب سمجھا جاتا ہے اور طرح طرح کی باتیں بنائی جاتی ہیں حالانکہ یہ سوچ غلط ہے۔ شریعت میں کہیں صفر کے مہینہ میں نکاح سے منع نہیں کیا گیا۔ لہٰذا اس مہینہ میں بھی نکاح کی عبادت کو انجام دینا چاہیے تاکہ ایک غلط عقیدہ کی تردید ہو جس میں اچھے کام کی عملی تبلیغ بھی ہے۔

(۲) **مٹی کے برتن توڑنا:** بعض لوگ اس دن گھروں میں اگر مٹی کے برتن ہوں تو ان کو توڑ دیتے ہیں۔ اور اسی دن بعض لوگ چاندی کے چھلے اور تعویذات بنوا کر ماہ صفر کی نحوست، مصیبتوں اور بیماریوں سے بچنے کی غرض سے پہنا کرتے ہیں۔ یہ خالص وہم پرستی ہے جس کو ترک کرنا واجب ہے۔

(۳) **جنات اور بلاؤں کا آسمانوں سے نزول:** بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ اس مہینہ میں لنگڑے، لولے اور اندھے جنات آسمان سے اترتے ہیں اور چلنے والوں کو کہتے ہیں کہ بسم اللہ کر کے قدم رکھو کہیں جنات کو تکلیف نہ ہو۔ بعض لوگ اس مہینہ میں صندوقوں، پیٹیوں اور در ودیوار کو ڈنڈے مارتے ہیں تاکہ جنات بھاگ جائیں۔ یہ سب بھی بے بنیاد باتیں ہیں۔ اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

(۴) **شروع کے تیرہ دن سخت ہیں:** بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس مہینے کے ابتدائی تیرہ روز خاص طور پر

بہت زیادہ سخت اور تیز یا بھاری ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ لوگ صفر کے مہینہ کی پہلی تاریخ سے لے کر تیرہ تاریخ تک کے دنوں کو خاص طور پر منحوس سمجھتے ہیں اور بعض جگہ اس مہینے کی تیرہ تاریخ کو چنے ابال کر یا چوری بنا کر تقسیم کرتے ہیں تاکہ بلائیں ٹل جائیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں کے ابتدائی تیرہ دنوں سے متعلق اس غلط خیال کی وجہ سے ہی اس مہینہ کو تیرہ تیزی کا مہینہ کہا جاتا ہو۔ یہ بھی شریعت پر زیادتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی تمام چیزوں کی نفی فرمادی ہے۔

(۵) **قرآن خوانی**: ماہ صفر کو منحوس سمجھنے کی وجہ سے بعض گھرانوں میں اجتماعی قرآن خوانی کا اس لیے اہتمام کرایا جاتا ہے تاکہ اس مہینہ کی بلاؤں اور آفتوں سے حفاظت رہے، اول تو مروجہ طریقہ پر اجتماعی قرآن خوانی ہی ایک رسم محض بن کر رہ گئی ہے اور اس میں کئی خرابیاں جمع ہوگئی ہیں، دوسرے مذکورہ بالا نظریہ کی بنیاد پر قرآن خوانی کرنا اپنی ذات میں بھی جائز نہیں کیونکہ مذکورہ نظریہ ہی شرعاً باطل ہے کیونکہ شریعت نے واضح کردیا ہے کہ اس مہینے میں نہ کوئی نحوست ہے نہ کوئی بلا ہے اور نہ کوئی جنات کا آسمانوں سے نزول ہوتا ہے۔

(۶) **کاروبار کا آغاز نہ کرنا**: اس مہینے کی ایک بدعت یہ ہے کہ لوگ اس میں کاروبار کا افتتاح اور آغاز نہیں کرتے، اس لیے کہ اگر کاروبار شروع کردیا تو وہ کاروبار کبھی بھی کامیاب نہیں ہوگا، اگر ہوگیا تو اس کاروبار میں فائدہ نہیں ہوگا، بلکہ نقصان ہی نقصان ہوگا۔ یہ عقیدہ بھی بالکل باطل ہے۔

(۷) **صفر کا آخری بدھ**: ماہ صفر کے آخری بدھ سے متعلق بھی بہت باطل نظریات وخیالات ہمارے معاشرے میں پائے جاتے ہیں، اور یہ آخری بدھ سیر بدھ کے نام سے مشہور ہے۔ بعض مرد اور عورتیں اِس دن سیر وتفریح کے لیے جاتے ہیں۔ بعض لوگ شرینی اور چوری تقسیم کرتے ہیں، بعض علاقوں میں گھونگنیاں (پکے ہوئے چنے) تقسیم کرتے ہیں، عمدہ قسم کے کھانے پکانے کا اہتمام کرتے ہیں، اِس دن خوشی وتہوار مناتے ہیں، اور اس سب رسومات کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ صفر کے آخری بدھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیماری سے صحت یاب ہوئے اور آپ غسل صحت فرما کر سیر وتفریح کے لیے تشریف لے گئے تھے، یہ تمام باتیں من گھڑت ہیں، اسلامی اعتبار سے ماہِ صفر کی آخری بدھ کی کوئی خاص اہمیت اور اِس دن شریعت کی طرف سے کوئی خاص عمل مقرر نہیں ہے۔

صفر کی مخصوص نماز

بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ماہ صفر کا آخری بدھ سال کا سب سے منحوس دن ہے، کیونکہ ہر سال ماہ صفر کے آخری بدھ کو تین لاکھ بیس ہزار بلائیں اترتی ہیں اور یہ سال کا سب سے خطرناک دن ہوتا ہے اس لئے وہ ان بلاؤں سے بچنے کے لئے ماہ صفر کے آخری بدھ کو چاشت کے وقت مخصوص طریقے سے چار رکعات نفل نماز ایک سلام سے پڑھتے ہیں، پھر دعا و دیگر

وظائف پڑھنے کے بعد فقیروں میں روٹی خیرات کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو شخص مذکورہ طریقے پر نماز پڑھے گا اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے اسے اس دن اترنے والی ساری بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ فرمائے گا۔ اس قسم کی مخصوص طریقوں سے ادا کی جانے والی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ ان نمازوں کا قرآن وحدیث سے کوئی ثبوت نہیں ہے، اس لیے ان نمازوں کا اس طرح سے التزام نہ کیا جائے، جس کو شریعت نے منع کیا ہو، کیونکہ ہر مباح کام کو اپنے اوپر لازم کر لینے سے شرعاً وہ مکروہ ہو جاتا ہے، اور ان نمازوں کے پڑھنے پر مخصوص ثواب کا اعتقاد بھی نہ رکھے۔

ماہ صفر کے ختم ہونے کی بشارت دینے والی حدیث کا حکم

''جو شخص مجھے صفر کے مہینے کے ختم ہونے کی خوش خبری دے گا، میں اُسے جنت کی خوش خبری دوں گا۔'' اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے صفر کے مہینے کو منحوس سمجھا جاتا ہے چونکہ اس مہینہ میں نحوست تھی؛ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مہینے کے صحیح سلامت گزرنے پر جنت کی خوش خبری دی ہے۔ یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس کی نسبت کرنا جائز نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ توہم پرستی وہ آگ ہے، جس میں ہم اپنے دینی، ملّی اور قومی تشخص کو جلا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ماہ صفر سے وابستہ اسلامی تاریخ توہم پرستی، نحوست، ناکامی اور بدشگونی کے اس جال کو تار تار کر کے مسرت اور شادمانی، کامیابی اور فتوحات کے مبارک جھنڈے گاڑ دیتی ہے، اس لئے کہ یہی تو وہ مبارک مہینہ ہے جس میں مسلمانوں کو مشرکین سے ''ہجرت مدینہ کی صورت میں'' نجات ملی تھی۔ اسی ماہ صفر میں ''حضرت زینب ؓ بنت خزیمہ، صفیہ ؓ بنت حیّی مسلمانوں کی مائیں بن کر کاشانۂ نبوت میں تشریف لائیں اور ایک بڑی جماعت سرکردہ افراد نے ماہ صفر میں اسلام قبول کیا۔ یہ تمام واقعات حضرت فاطمہ ؓ کا نکاح اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ہمیں توّہم پرستی، نحوست اور بدشگونی کے تاریک طلسم سے نکال کر خیر وبرکت، خوشی ومسرت، شادابی وکامیابی کے سدا بہار ماحول فراہم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توہم پرستی سے بچا کر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے والا بنائے۔ آمین!

سنو سنو!! دینی مدارس کے طلبہ کا کھانا

ناصر الدین مظاہری*

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ اپنے عہد میں مظاہر علوم کے صرف شیخ الحدیث ہی نہیں تھے بلکہ یہاں کے نظام کا ایک اہم ستون تھے، ان کے زمانے میں یہاں ان کے بعض اساتذہ کے سوا کچھ تو ان کے رفقائے درس تھے، کچھ خود ان کے طلبہ تھے جو تدریس کی ذمہ داریاں انجام دے رہے تھے، یہاں کی مجلس شوریٰ کے بہت اراکین بھی ان کے مرید و مسترشد تھے یعنی گویا حضرت شیخ اپنے وقت میں یہاں کے مدار المہام تھے، ان کا دسترخوان بہت وسیع تھا، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی سعید احمد اجراڑویؒ بھی ان کے شریک دسترخوان رہتے تھے لیکن اس طرح کہ اپنا کھانا اپنے گھر سے پکوا کر حضرت شیخ کے ساتھ شریک طعام ہو جاتے تھے، اس کا تفصیلی ذکر خود حضرت شیخ نے اپنی تحریروں میں کیا ہے۔ یہاں مجھے اسی دسترخوان کے تعلق سے ایک اہم بات کرنی ہے۔ ہوا یہ کہ حضرت شیخ الحدیث نے مہمانوں کی کثرت کے پیش نظر اپنا کھانا مدرسہ سے بھی قیمتاً جاری کرا رکھا تھا، دسترخوان پر جب کھانے کے برتن کھلتے تو ایک فرق حضرت مفتی سعید احمدؒ کو محسوس ہوتا وہ یہ کہ حضرت شیخ کا سالن کچھ عمدہ ہوتا، اس میں روغن کی مقدار کچھ زیادہ ہوتی۔

یہ سلسلہ کچھ ہی دن چلا کہ ایک دن حضرت مفتی صاحب نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ حضرت مطبخ والے تقسیم طعام میں سب کے ساتھ یکساں برتاؤ نہیں کرتے پھر خود ہی توجہ دلائی کہ آپ کا کھانا جو مطبخ سے آتا ہے اس میں روغن کی مقدار زیادہ ہوتی ہے باقی تمام لوگوں کے سالن میں یہ مقدار نہیں ہوتی ہے۔ تنا سننا تھا کہ حضرت شیخ پریشان ہو گئے، متقی تھے، پرہیزگار تھے، مدرسہ کے اہم ستون تھے، پوری دنیا میں ان کے تقویٰ اور تقدس کا چرچا اور شہرہ تھا، یہ چیز حضرت شیخ کے مزاج کے بالکل خلاف تھی کہ ان کے کھانے اور عام لوگوں کے کھانے میں کوئی امتیاز برتا جائے چنانچہ حضرت شیخ نے اسی دن اسی تاریخ کو ایک پرچہ مطبخ کے نام لکھا اور فرمایا کہ میرا کھانا جو قیمتاً مطبخ سے جاری ہے وہ مستقلاً موقوف کر دیا جائے۔ دور نہ جائیں قریب ہی کی بات ہے جامعہ اسلامیہ ریڑھی ضلع سہارنپور ایک مرکزی ادارہ ہے، اس کے مہتمم حضرت مولانا محمد اختر قاسمی کا ابھی ماضی قریب میں انتقال ہوا ہے، وہ بھی اپنا کھانا مطبخ سے پیسے دے کر لیتے تھے تاکہ کھانے کی نگرانی بھی ہوتی رہے، ایک طالب علم حضرت کا برتن لے کر مطبخ پہنچا، کھانا تقسیم ہو رہا تھا، تقسیم کرنے والے باورچی نے کافی مقدار میں ہڈیاں حضرت مہتمم صاحب کے برتن میں ڈال دیں، طالب علم نے اعتراض بھی کیا کہ ہڈیاں کیوں ڈال

---

*استاذ حدیث مظاہر العلوم سہارنپور

رہے ہو؟ مطبخ کے اس کارکن کا جواب سنئے کاش ایسے کارکنان ہر ادارے، ہر مدرسہ اور ہر خیراتی تنظیم کو مل جائیں، جواب دیا کہ مہتمم صاحب کے برتن میں ہڈیاں اس لئے بھر رہا ہوں تاکہ انھیں پتہ چل جائے کہ قصائی گوشت کیسا لا رہا ہے؟ مظاہر علوم کے مہتمم حضرت مولانا سید عبداللطیف پورقاضویؒ تو مستقل مطبخ جا کر سالن چکھا کرتے تھے، میں نے خود مفتی مظفر حسینؒ کو دیکھا ہے کہ وہ کبھی کبھی مطبخ جاتے اور وہیں بیٹھ کر سالن کھا کر چیک کرتے اور اس کی قیمت بھی مطبخ میں جمع کر کے آتے تھے۔ تقریباً پندرہ سال پہلے کی بات ہے، ماہ رمضان المبارک شروع ہوتے ہی یہاں مظاہر علوم وقف کے مطبخ میں چاول تبدیل ہو جاتا، پورے سال باریک چاول اور اس کی بریانی بنتی لیکن رمضان شروع ہوتے ہی موٹے چاول کی بریانی روزانہ بنتی اور مقیم طلبہ وعملہ کو دی جاتی۔ میں ان دنوں میں یہیں رہتا تھا، اتنے موٹے چاول کی بریانی حلق سے اتارنی مشکل ہو جاتی، میں نے ایک درخواست بنام مہتمم مدرسہ حضرت مولانا محمد سعیدی مدظلہ کو دی جس میں تفصیل سے چاول کے حالات لکھے اور یہ بھی لکھا کہ ماہ رمضان میں جب اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت کر دیتا ہے یہاں مطبخ کے نگراں موٹے چاول دینے شروع کر دیتے ہیں۔ ناظم صاحب نے نگران مطبخ مولانا نذیر احمد صاحب کو بلا کر تحقیق کی، انھوں نے میری تصدیق کی اور یہ بھی کہا کہ یہ معمول سابق سے چلا آ رہا ہے، حضرت ناظم صاحب نے فرمایا کہ یہ معمول کوئی ایسا معمول نہیں ہے جس کو نظیر بنایا جائے اب سے ماہ رمضان میں شاندار اور اعلیٰ کوالٹی کے چاول بنوائے جائیں اور چندے میں جو موٹے چاول آتے ہیں انھیں فروخت کر کے اچھے چاول خریدے جائیں۔ تب سے الحمدللہ یہی عمل جاری ہے۔ یہ میں کوئی عجوبہ نہیں لکھ رہا ہوں سچے واقعات ہیں، پہلوں کے واقعات ہیں، یہی واقعات ہمارے لئے نظیر اور مثال ہیں، یہی ہستیاں ہمارے لئے راہنما ہیں۔ آج کل کے مہتمم حضرات ان واقعات کو پڑھ کر اپنے گریبان میں جھانکنے کی کوشش کریں، اپنے اعمال کا جائزہ اپنے اسلاف کے اعمال اور معمول سے کریں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے اور حساب وکتاب کا یقین رہنا چاہئے، اپنے زیر اہتمام طلبہ کو کھانا کیسا مل رہا ہے اس پر کڑی نظر اور نگرانی رہنی چاہئے۔

سنو سنو! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی امارت میں پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھا پاتے تھے کیونکہ انھیں ہر وقت یہ احساس ستاتا تھا کہ ان کے دور امارت میں کہیں کوئی شخص بھوکا اور فاقے سے نہ ہو۔ یہ چیزیں ہمیں دعوت غور وفکر دے رہی ہیں، اگر مہتمم اپنے دسترخوان پر درجنوں قسم کے کھانے جمع کر دیتا ہے اور اسی کے زیر اہتمام اسی کے مدرسہ کے طلبہ پانی جیسی دال، غیر معیاری چاول، سستا اور سڑا ہوا گوشت وسبزی کھانے پر مجبور ہیں تو خوب یاد رکھیں آپ کو اس کا بھی حساب دینا ہوگا۔ اہل مدارس! اپنے اور طلبہ کے کھانے میں موازنہ ضرور کریں، اپنے اور طلبہ کے درمیان فرق وامتیاز کی جو دیوار کھڑی کر رکھی ہے اس دیوار کو گرانے کی کوشش کریں ورنہ کل جب نفسی نفسی کا عالم ہوگا، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا، انبیائے کرام پر بھی حیرانی

اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کا خوف طاری ہوگا، ذرا سوچیں اگر طلبہ کی اتنی بڑی جماعت اور جمعیۃ ہمارے خلاف اللہ تعالیٰ کی عدالت میں مقدمہ دائر کردے گی تو کون ہماری وکالت کرے گا، کس کے اندر دم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوال کا جواب دے سکے گا۔ حساب یسیر کی بے شک دعا کریں لیکن پہلے طلبہ کے لئے ہمدردی اور صلہ رحمی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں۔ انصاف کریں۔ ان کی قیام گاہوں، درسگاہوں، رہن سہن اور کھانے پینے ہر چیز کے آپ ہی ذمہ دار ہیں اور آپ سے آپ کی ذمہ داری کے بارے میں ضرور سوال ہوگا۔

الاکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ۔

مسلمانوں کے دنیوی مصائب کے دینی اسباب؟

ازمناظر احسن گیلانیؒ*

کچھ عرض کرنے سے پہلے یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ اس مضمونچہ کی حیثیت جواب کی نہیں، بلکہ استفہامی علامت ہی سمجھا جاسکتا ہے کہ لکھنے والا کچھ پوچھنا چاہتا ہے، گویا مفتی نہیں بلکہ اہل علم کے سامنے مستفتی بن کر حاضر ہورہا ہے، دوسری بات اسی سلسلہ میں کہنے کی یہ ہے کہ میری بحث یا سوال کا دائرہ صرف دینی اسباب تک محدود ہے، دنیوی اسباب کا قصہ ان ہی لوگوں کے غور وفکر کے سپرد کرنا مناسب ہے جو دنیا اور اس کے معاملات کا تجربہ رکھتے ہیں، اور یوں بھی غالباً یہ مسئلہ چنداں دشوار بھی نہیں، بقول سعدی جب "مسکین خر" اپنی ساری بدتمیزیوں کے باوجود بھی "بارہمی برد" کی ضرورت کو ثابت کرکے اشرف المخلوقات کے عزیزوں میں شریک ہوسکتا ہے تو انسانیت کی ایک ہی برادری والوں میں عزیز بن جانا اور عزت کی زندگی حاصل کرلینا ایک انسان کے لئے کیا دشوار ہوسکتا ہے؟ آخر جینے کے جس "گر" سے گدھے بھی واقف ہیں، اگر باوجود آدمی ہونے کے کسی قوم کی سمجھ میں اتنی بات بھی نہیں آتی تو اس کے لئے نہ تقریریں مفید ہوسکتی ہیں اور نہ تحریریں ان کے لئے تو

ع خدا حافظ مسلمانوں کا (اکبر) جی چاہتا ہے کہ اکبر مرحوم کے اسی مصرعے کو دہرا کر چپ ہوجاؤ۔ انك لا تسمع الموتی ولا تسمع من فی القبور ان پھپولوں کو پھوڑنے کے بعد اب آیئے اور سنئے پوچھنے والا کیا پوچھنا چاہتا؟ یہ ایک خالص دینی سوال ہے دین اور علم دین سے دل چسپی رکھنے والے میرے صحیح مخاطب ہیں۔ بہرحال کہنا یہ ہے کہ (عقائد یا کلام کی کسی فرقہ واری کتاب میں نہیں) بلکہ قرآن ہی میں جیسا کہ سب جانتے ہیں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ "نہ تمہاری آرزوں اور نہ کتاب والوں کی آرزوں کا تابع بلکہ قدرت کا فیصلہ ہے کہ جو بھی کرے گا کوئی برائی، بدلہ اس کا اسے دیا جائیگا" یعنی سورۃ النساء کی آیت لیس بامانیّکم ولا امانیّ اھل الکتاب من یعمل سوء یجزبہ" کا مفاد اور حاصل ہے۔ اسی کے بالمقابل قرآن ہی میں یہ بھی ہے کہ "اور جو کرے کوئی برائی، یا اپنے آپ پر جو ظلم کرے، پھر بخشش اور مغفرت چاہے اللہ سے، تو ہے گا اللہ بڑا بخشنے والا بڑا مہربان" یعنی اسی سورۃ النساء کی دوسری آیت "ومن یعمل سوءاویظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا الرحیما" کا لفظی ترجمہ ہے۔ اور ایسی آیتیں جس کا مفاد بھی یہی ہو جو اس آیت کا ہے، قرآن کے متعدد مقامات پر جیسا کہ قرآن پڑھنے والے جانتے ہیں پائی جاتی ہیں، بلکہ اسی سورہ میں مشہور آیت بھی ہے جس میں اس کلی قانون کا اظہار فرمایا گیا ہے کہ "قطعا اللہ نہ بخشے گا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شریک یا ساجھی ٹھہرایا جائے اور بخش دے گا اس کے سوا جس کے لئے

---

*صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

چاہے گا" یعنی "ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرك به ویغفر ما دون ذالك لمن یشاء" کا جو معنی اور مطلب ہے یہ دو باتیں ہیں ۔اب تیسری بات قرآن ہی کی یہ بھی ہے کہ "میں نے دھمکایا تم کو آگ سے جو بھڑک رہی ہے نہ گھسے گا اس آگ میں مگر جو سب سے زیادہ بدبخت ہے وہی جس نے جھٹلایا اور پیٹھ پھیر دی" یعنی سورۃ اللیل کی آیت "فانذرتکم نار تلظّی لا یصلاها الاّ الاشقی الذی کذب وتولّی" کے واضح الفاظ سے صراحتاً جو بات سمجھ میں آئی ہے اب اسی کے ساتھ تشریحاً بخاری کی ان دو حدیثوں کو بھی ملا لیجیے پہلی حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی جس میں ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے الہ (معبود) مگر اللہ ہی، اور یہ کہ قطعاً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہے، دل کی سچائی کے ساتھ جس نے ان دونوں باتوں کی گواہی دی اور اقرار کیا تو نہیں ہے (اس کے لئے کوئی صورت بجز اس بات کے) کہ حرام کر دے اللہ اس پر آگ کو یعنی جہنم کو" یعنی "مامن احدٍ یشهد ان لا اله الا اللّٰه محمدا رسول اللّٰه صدقا من قلبه الّا حرم اللّٰه علی النار (متفق علیه دیکھیے مشکوۃ مولوی ادریس والی ص ۹ جلد ۱) (جاری)

نجات المؤمنین۔۔۔

مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

نجات المؤمنین (1) حضرت اقدس علیہ الرحمہ کی یہ وہی مفید ترین غیر مطبوعہ تصنیف ہے جو حضرت نے من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنۃ کی حدیث کی تشریح وتفسیر میں لکھی تھی، بیحد تلاش وجستجو کے بعد ملی، ہم مسرت کیساتھ الجامعہ میں شائع کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس ذات مقدس کی تعریف کیا ہوسکتی ہے جس نے اپنے بندوں کیلئے نجات کا طریقہ نہایت آسان کردیا، اور ہماری ہدایت کیلئے ایسے رسول بھیجے جو عالم کیلئے رحمت ہیں، اُن پر اور ان کے آل واصحاب پر بے انتہا رحمت برسے، آمین، اسوقت میں اہم مشکل مسئلہ لکھتا ہوں، ناظرین غور سے ملاحظہ کریں، اگرچہ میں اس لائق نہیں کہ مسائل مشکلہ دینیہ میں کچھ لکھوں، اسکے لئے قوت جسمانی اور طاقت رومانی دونوں کی ضرورت ہے اور یہاں دونوں ضعیف ہیں، مگر ایسے دوست نے اپنے اطمینان کے لئے دریافت کیا کہ میں اپنا خیال ظاہر کرنے پر مجبور ہوگیا۔ میرے دوست نے دو باتیں دریافت کی ہیں۔ اول یہ کہ شرک کیا چیز ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ کا قطعی ارشاد ہے کہ شرک کرنیوالا نہیں بخشا جائیگا، بلکہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس پر جنت حرام ہے، دوم یہ کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ جو اقرار توحید اور تصدیق رسالت کرے اُس پر جہنم حرام ہے، وہ عذاب جہنم کا نہیں چکھے گا۔ ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ صرف ایمان کے سبب سے انسان کو نجات ہوگی، اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ گناہوں کی سزا جو قران وحدیث میں کثرت سے بیان ہوئی ہے وہ کیا ہوگی۔ اور اعمال شرعی بجالانے کی کیا ضرورت رہی۔ اسلئے شرک کے معنی اور احادیث بشارت کی توضیح کیجاتی ہے، مگر شرک کے معنی تو ہمارے علما نے بہت کچھ بیان کئے ہیں، یہاں تک کہ اردو رسالوں میں بھی اسکا بہت کچھ بیان ہوگیا ہے، اسلئے میں اسے مختصر احادیث مذکورہ کے ذکر میں بیان کردونگا۔ اس مضمون کی حدیثیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نجات کا دارومدار صرف ایمان پر ہے اس کثرت سے آتی ہیں کہ اکابر نے انھیں متواتر لکھا ہے اور قرآن کی بعض آیات سے بھی ثابت ہوتا ہے چونکہ میرے دوست نے صرف حدیث پیش کی ہے اسلئے میں چند حدیثیں اس مضمون کی نقل کرتا ہوں، اور آخر میں ایک آیت اور حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا قول بھی نقل کرونگا۔ اس مضمون کی حدیثیں، دو قسم کی ہیں، بعض ایسی جن میں صرف اقرار توحید پر جنت کا وعدہ ہے یا اقرار توحید کیساتھ تصدیق رسالت بھی شامل کی گئی ہے اور دونوں کے بعد نجات کا وعدہ ہے،

پھر بعض حدیثیں اس مضمون کی ہیں جو کہ اقرار توحید اور تصدیق رسالت کرے اس پر جہنم کی آگ حرام ہے وہ جہنم کا مزہ نہ چکھے گا۔ پہلے اول مضمون کی بعض روایتیں نقل کی جاتی ہیں۔

(1) من شهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و ان محمدا عبده و رسوله و ان عيسى عبد الله و رسوله و كلمته القاها الى مريم و روح منه و الجنة حق و النار حق ادخله الله الجنة على ماكان من العمل (1) جس نے گواہی دی کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور اسمیں شبہ نہیں کہ محمد اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں اور حضرت عیسیٰؑ بھی اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اسکا حکم ہے جو مریم کی طرف بھیجا گیا اور اسکی روح ہیں اور جنت اور دوزخ کا ہونا حق ہے اور جو یہ عقیدہ رکھے وہ جنتی ہے، اب اسکے عمل جیسے ہوں، تھوڑے ہوں، بہت ہوں، اچھے یا برے ہوں،

(۲) اتانی جبريل فبشرني ان من مات من امتك لا يشرك بالله شيئًا دخل الجنة قلت و إن زنى و ان سرق قال و ان زنا و ان سرق (بخاری مسلم - احمد عن ابی ذر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور بشارت دی کہ تیری امت میں سے جو کوئی میرے اور شرک نہ کرتا ہو وہ جنتی ہوگا میں نے دریافت کیا اگرچہ اس نے چوری کی ہو، زنا کیا ہو، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ اس نے چوری کی ہو یا زنا کیا ہو۔۔۔۔اسی طرح فرمایا۔ امام بخاری کتاب الرقاق میں اس مضمون کو اس طرح نقل کرتے ہیں:۔

(۳) قال بشر امتك انه من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة قلت يا جبريل ان سرق و ان زنى قال نعم قلت و ان سرق و زنى قال نعم قلت و ان سرق و ان زنى قال نعم و ان شرب الخمر (بخاری عن ابی ذر)

(۳) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل نے کہا کہ اپنی امت کو بشارت دیدے کہ جو ایسی حالت میں مرے کہ اللہ کے ساتھ شرک نکرتا ہوے وہ جنتی ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ اس نے چوری کی ہو، زنا کیا ہو، جبریل نے فرمایا کہ ہاں (تین مرتبہ یہ سول و جواب رہا، تیسری مرتبہ جبریلؑ نے یہ بھی کہا کہ) اگرچہ اس نے شراب پی ہو، غرضکہ کوئی گناہ کیا ہو۔ اور امام بجاری اسی روایت کو کتاب الاستقراض میں اونھیں ابوذر سے اسطرح روایت کرتے ہیں،

(٤) قال أتاني جبريل فقال من مات من امتك لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة قلت و إن فعل كذا و كذا قال نعم (۲) رسول اللہ صلی الہ علیہ سلم نے فرمایا کہ جو شخص مرے اور شرک نہ کرے وہ جنت میں داخل ہوگا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرچہ اس نے ایسا ایسا کیا ہو، یعنی برے کام کئے ہوں، جبریل نے جواب دیا کہ ہاں، پہلی روایتوں میں اور اس میں فرق یہ ہے کہ پہلی روایتوں میں زنا اور چوری کی تخصیص کی گئی ہے اور اس میں عام برے کاموں سے سوال کیا گیا ہے

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تخصیص مقصود نہیں ہے۔اس مضمون کو صاحب مشکواۃ بخاری اور مسلم سے اس طرح نقل کرتے ہیں:۔(۵)قال اتیت النبي صلی الله علیه و سلم فقال مامن عبدقال لااله الاالله ثم مات علی ذلك الادخل الجنة قلت وان زنی وان سرق وان زنی وان سرق قلت دوان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق علی رغم ابی ذرٍ (بخاری۔مسلم۔عن ابی ذر) (۵) ابوذرؓ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ کوئی بندۂ خدا ایسا نہیں ہے کہ لا الہ اللہ کہے اور اسی پر مرجائے اور جنت میں نہ جائے، یعنی ضرور جائیگا، ابوذرؓ نے متعجبانہ عرض کیا کہ اگرچہ اس نے زنا کیا ہوا، چوری کی ہو، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ اس نے رنا کیا ہوا، چوری کی ہو تین مرتبہ حضرت ابوذرؓ نے اس سوال کا تکرار کیا، اور تینوں مرتبہ حضور نے یہی جواب دیا، چونکہ حضرت ابوذرؓ کے خیال میں ایسے گنہگار کا بخشا جانا عجیب بات تھی، بلکہ انکے نزدیک ایسا نہ ہونا چاہئے تھا، اسلئے تیسری مرتبہ حضور انور ﷺ نے جواب دیکر فرمایا علی رغم انف ابی ذر یعنی زانی اور چور بھی بخشا جائیگا اگرچہ ابوزر ذلیل ہو، ان پانچ حدیثوں میں اس بات کی تصریح ہے کہ ایمان لانے کے بعد نجات کا پختہ وعدہ ہے، اب اسکے بعد عمل جیسے ہوں، اچھے، برے تھوڑے بہت مگر وہ جنتی ہے، بشرطیکہ موت کے وقت اقرار توحید و تصدیق رسالت ہو، اور اگر موت سے پہلے ایمان لایا ہے تو موت کے وقت تک ایمان پر قائم رہے۔ (باقی)

(الجامعہ ص 12 جلد 4 نمبر 7)

موجودہ صورتحال اور یوم آزادی

ڈاکٹر تمیم احمد قاسمی چنئی ٹمل ناڈو

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سال میں کچھ تاریخیں خاص ہوتی ہیں۔15 اگست بھی ایک ایسی ہی خاص تاریخ ہے۔انڈیا کی تواریخ میں یہ سنہرے حرفوں میں لکھا جانے والا دن ہے۔ 1947 پندرہ اگست کو ہمارا ملک آزاد ہوا،انڈیا ایک غلام ملک تھا۔اس پر انگریز حکومت کرتے تھے لیکن ایک لمبے عرصے تک جدوجہد کے بعد یہ ملک آزاد ہوا-اس لیے ہم لوگ ہر سال 15 اگست کو یوم آزادی مناتے ہیں۔یہ پورے ملک میں منایا جاتا ہے۔اس دن لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔قومی ترنگا لہرایا جاتا ہے۔قومی ترانے گائے جاتے ہیں۔جلوس نکالا جاتا ہے۔مختلف جگہوں پر مجلس سجائی جاتی ہے۔لیڈر تقریر کرتے ہیں۔مٹھائیاں تقسیم کیا جاتا ہے۔ثقافتی پروگرام کرائے جاتے ہیں۔پورے بھارت میں یوم آزادی کا جشن جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔قوم کے رہنماؤں کے شہادت اور قربانی کے بدولت ہمارا ملک بھارت غلامی سے آزاد ہوا،ہزاروں وطن پرستوں نے وطن کی آزادی کے لیے جان قربان کردی۔کئی سالوں کی جدوجہد کے بعد ملک کو آزادی ملی۔ہمارے لیے 15 اگست محض ایک تاریخ نہیں ہے،بلکہ 15 اگست وہ امانت ہے جو ہمارے بڑوں نے لاکھوں قربانیاں دینے کے بعد ہمارے حوالے کی ہیں۔15 اگست وہ سحر ہے جس کی تلاش میں کئی ستارے ڈوب گئے۔ملا نہیں ہمارا وطنِ ہم کو تحفے میں جو لاکھوں دیپ بجھے ہیں تو یہ چراغ جلا یہ ملک ہمارے اکابرین کی خوابوں کی تعبیر ہے۔یہ حضرت شیخ الہند کے سارے جذبوں کی تصویر ہے۔

آج کے دن ہمیں اپنے آباء واجداد کی بے مثال قربانیوں کو بھی خراج عقیدت پیش کرنا ہے۔ہمارا وطن اس وقت اپنی تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے۔کچھ سیاسی رہنماؤں کی اپنی نادانیاں،اور کچھ دشمنوں کی ریشہ دوانیاں،ہر طرف مہنگائی،فسادات کے ڈیرے،گھمبیر اندھیرے۔بڑی دور سویرے ہیں۔مذہبی،فرقہ پرستی اختلافات نے شدت پسندی کو فروغ دینا شروع کردیا ہے۔ہم کو یہ شعلے نہیں،چاہت کی شبنم چاہئے ہم کو یہ خنجر نہیں،زخموں کا مرہم چاہئے مستقل نفرت کے بدلے،محبت پیہم چاہئے متحد ہوکر جئیں،تو ایک طاقت ہم بھی ہیں آج ہم آزادی کے بعد تقریباً 77 سال کا سفر طئے کر چکے ہیں لیکن آج اِس ملک کی تاریخ کو مسخ کیا جارہا ہے۔اور آزادی کے حقیقی ثمرات سے انڈیا کے عوام محروم دکھائی دیتے ہیں۔جدوجہد آزادی کے معماروں نے انڈیا کو جس راہ پر گامزن کرنے کا خواب دیکھا تھا،اُس راہ سے انڈیا نے خود کو الگ

کرلیا ہے۔اوراب عالمی طاقتوں کا آلہ کار بنتا جارہا ہے۔ایسے میں یہ سوال اب بھی تشنہ جواب ہے کہ کیا واقعی آزاد ملک کا خواب پورا ہوا ہے؟ آزاد انڈیا کا خواب اُسی وقت پورا ہوگا جب پورا انڈیا ترقی کرے گا۔پسماندہ افراد کو ترقی کے عمل میں شامل کیا جائے گا۔مجروح اور پچھڑے ہوئے لوگوں کو مین اِسٹریم میں لایا جائے گا۔ہم اکثر اپنے ماضی کی حصولیابیوں پر اِنتہائی مسرت کا اظہار کرتے ہیں،لیکن اُن کامیابیوں پر مطمئن ہوجانا غلط ہوگا۔

آزادی کا مطلب ہر شخص کو کھلی فضا میں سانس لینے کا حق ہے۔آزادی ایک بیش بہا نعمت،قدرت کا بیحد انمول تحفہ اور زندگی جینے کا اصل احساس ہے۔ اِس کے برعکس غلامی وعبودیت ایک فطری برائی،کربناک اذیت اور خوفناک زنجیر ہے۔اِس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ جس طرح معاشرے میں شخصی آزادی نہایت اہم ہے اُس سے کہیں زیادہ اجتماعی آزادی کی اہمیت وضرورت ہے۔یا یوں کہئے کہ آزادی ایک عظیم نعمت ہے،اِس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز نہیں اور اِس کی حفاظت ہماری اجتماعی اور قومی ذمہ داری ہے۔یومِ آزادی ایک خاص اہمیت کا حامل اور حب الوطنی کے جذبہ سے بھرپور ایک خاص دن ہے۔برطانوی تسلط سے آزادی انڈیا کی عوام نے طویل جدوجہد کے بعد حاصل کی تھی۔15 اگست ملک کے یوم آزادی کے طور پر ہی نہیں بلکہ اِسی اجتماعی جذبے کو یاد کرنے کیلئے منایا جاتا ہے۔انڈیا کے کروڑوں عوام کو سوچنا چاہئے کہ جشنِ آزادی محض ایک رسم کا نام نہیں ہے۔بلکہ آزادی کے بعد سے اب تک ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا،اپنی قومی پیش رفت، ترقی وبہبود کی رفتار،آزادی کے ممکنہ ثمرات اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور ملک کی سالمیت کی بقاء کے سلسلے میں اپنی کاوشوں کے محاسبہ کا نام ہے۔یومِ آزادی دراصل خود احتسابی کا دِن ہے۔

آج ہم یہ عہد کریں کہ جس طرح ہم سب نے مِل کر ملک کی آزادی حاصل کی ہے اُسی حوصلہ وجذبہ سے سرشار ہوکر انڈیا کو عظیم ملک بنائیں گے۔75 سالہ طویل عرصہ کے گزر جانے کے بعد انڈیا دنیا کی سب سے کامیاب جمہوریت میں سے ایک ہے اور اب وہ آزادی کے سفر سے ایک ترقی یافتہ ملک بننے کے نصب العین کی طرف بڑھ رہا ہے۔لیکن منزل کے حصول میں اِسے غربت، بے روزگاری اور ایسے ہی کئی اہم مسائل سے آزادی حاصل کرنا ابھی باقی ہے۔مذہب کے نام پر منافرت،فرقہ وارانہ تشدد عام ہے۔آج ملک بھر میں نفرت، ہجومی تشدد،فرقہ پرستی کے واقعات دیکھنے کو مِل رہے ہیں۔اقلیتی طبقہ کو ہر لحاظ سے تکلیف پہنچائی جارہی ہے۔مسلمانوں کی حب الوطنی کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا جارہا ہے۔ خوف وہراس کے ماحول میں بے قصوروں کی جانوں کا اتلاف ہورہا ہے۔منی پور کے ابتر اور پُرتشدد حالات نے ہمارے اجتماعی ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ہریانہ میں مسلمانوں کے خلاف یکطرفہ کارروائی انصاف کے ساتھ سنگین مذاق ہے۔ریلویز پروٹیکشن فورس آر پی ایف کے ایک کانسٹیبل نے جس طرح مسلم مسافروں کو گولی مار کر ہلاک کیا،اس سے لگتا ہے

کہ یہ ایک سازش کا حصہ ہے۔مہنگائی بڑھتی جارہی ہے۔گھریلوں روزمرہ استعمال اشیاء کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ایک غریب کا جینا مشکل ہے۔ملک میں نفرت کا ماحول پھیل رہا ہے۔اس وقت ملک کے جو تشویش ناک حالات ہیں وہ سب کے سامنے ہیں، ہر شعور رکھنے والا جانتا ہے۔اسلامی شعائر کے خلاف دن بہ دن دائرہ تنگ کیا جارہا ہے، حالات نازک سے نازک تر ہوتے جارہے۔شرعی احکام اور شعائرِ اسلام پر حملے ہورہے ہیں۔اِن ساری باتوں کو ذہن میں رکھ کر سوچیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موجودہ حالات کے پیشِ نظر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ انڈیا آج بھی آزادی کا منتظر ہے۔

چار شادیاں اور اسلام

از: مولانا منصور صاحب مفتاحی*

مغربی تہذیب نے اسلام کے اس قانون کا بہت مذاق اڑایا اور اسکو جاہلیت کے زمانہ کا وحشی قانون قرار دیا۔ اس کے نزدیک یہ قانون عورتوں کے ساتھ سراسر ناانصافی تھی اور اس بنیاد پر کبھی بھی ترقی یافتہ تمدن وتہذیب وتعمیر نہیں کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ مسیحیت میں اس کی گنجائش موجود تھی مگر مغربی تہذیب نے اس کو یک قلم اپنے یہاں سے خارج کر دیا اور اس کو ایک نہایت ذلیل فعل قرار دیا کہ کوئی شخص ایک عورت رکھتے ہوئے دوسری عورت سے شادی کرے اس کی تبلیغ اس زور سے کی گئی کہ اب یہ حال ہے کہ نہ کوئی مرد اس کی جرأت کرسکتا ہے اور نہ کوئی عورت اپنے بارے میں ایسا سوچ سکتی ہے کہ وہ کسی شخص کی دوسری یا تیسری بیوی ہے۔

اس اعتراض کا جواب: ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دراصل زندگی کی ایک عملی ضرورت ہے۔ کبھی بعض افراد کی زندگی میں اور کبھی پوری جماعت کے لئے ایسے غیر معمولی حالات پیدا ہوجاتے ہیں کہ دو میں سے کسی ایک چیز کا انتخاب ناگزیر ہوجاتا ہے یا تو فواحش اور بدکاری کو قبول کیا جائے جس کا مطلب پورے تمدن کو ہولناک خطرہ میں مبتلا کر دینا ہے یا تعدد ازواج کو اختیار کیا جائے جس سے مسئلہ بھی حل ہوجاتا ہے اور کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔

۱۹۵۵ء کے اعداد وشمار کے مطابق جاپان میں ہر ایک مرد کے مقابلہ میں آٹھ عورتیں تھیں اس وقت بے شمار عورتیں بیوہ ہوگئیں۔ اور کتنے بچے یتیم ہوگئے اور لڑکیوں کے لئے شوہر ملنا مشکل ہوگیا۔ اس کی وجہ سے ان ملکوں میں لاوارث اور ناجائز بچوں کی تعداد بہت- بڑھ گئی۔ جو یتیم ہوگئے تھے ان کا کوئی وارث نہیں رہا اور جو عورتیں شوہر سے محروم ہوگئی تھیں انھوں نے فطری تقاضے سے مجبور ہوکر اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے ناجائز طریقے اختیار کرنے شروع کر دیئے۔

اگر چہ مغربی ذھن نے ابھی تک اس معاملہ میں اپنی غلطی تسلیم نہیں کی ہے مگر واقعات نے صریح طور پر اس کا غلط ہونا ثابت کر دیا۔ زبان سے بھی وہ مان لیں گے کہ نکاح کے معاملہ میں جس اصول کو اختیار کیا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ سماج کو فحاشی میں مبتلہ کر کے بے شمار جرائم کا دروازہ کھول دیا جائے۔ جبکہ اسلام کا اصول اصل مسئلہ کو بہترین طریقہ پر حل کرتا ہے۔ اور سماج کو بہت شدید نقصانات سے بچالیتا ہے۔

اسلام میں شادیوں کی کثرت پر پابندی لگاتے ہوئے قرآن میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ

---

*استاذ: مدرسہ مفتاح العلوم میل وشام

انصاف نہ کرسکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرلو جو اور عورتیں تم کو پسند آویں دو دو تین تین چار چار پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ میں انصاف نہ کرسکو گا تو ایک ہی نکاح کرو۔ (النساء- ۳) اس حکم کے ذریعہ خدا نے دراصل اسلام سے پہلے ساری دنیا میں جاری غیر محدود شادیوں پر پابندی عائد کی ہے اور کثرت ازدواج کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے اس کو صرف چار کی تعداد میں محدود کر دیا اور اس تعداد کی حد بندی انسان کی شخصی ضرورت ہنگامی حالات کی رعایت انسانی آزادی فکر و عمل یعنی بعض ناگزیر مسائل کے حل کے طور پر کی ہے۔ انھیں باتوں کے ساتھ اس نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک ان کے نان ونفقہ کی ادائیگی، ان کے ساتھ شب گزاری میں ان کے حقوق کی رعایت- ان کے جذبات کی قدر ہر ایک بیوی کے ساتھ معاشرت میں عدل وانصاف قائم رکھنے کی شرط لگادی ہے۔ اگر کوئی شخص ان چیزوں کی پابندی نہ کرسکے تو اس کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ ایک کے علاوہ دوسری شادی کرے۔

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے تعدد ازدواج پر ایک نظر اس مسئلہ کی آخری کڑی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کا تعدد ازواج بھی ہے جو آپ کے تعدد ازواج کے مقاصد سے ناواقف لوگوں کی نظر میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے۔ میں اس خاص مسئلہ کی معقولیت اور اس کے اعلیٰ ترین مقاصد ومصالح پر کچھ روشنی ڈالنا مناسب سمجھتا ہوں۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ نے اس کے مختلف پہلوؤں پر انتہائی بالغ نظری کے ساتھ مدلل کلام کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر مبارک کا ایک حصہ تجرد میں گزارا یہ پچیس سال کی وہ مدت ہے، جو نوجوانی کا خاص زمانہ ہوتا ہے۔

اس زمانہ میں اس کے سب شرائط وصفات آپ کے اندر بدرجہ اتم موجود تھے آپ ﷺ صحیح الفطرت انسانی وعربی جوانمردی اور جسمانی صحت کا بہترین واعلیٰ پیکر تھے۔ اس میں بادیہ عرب میں آپ کی پرورش تہذیب وتمدن کے امراض اور عیوب سے آپ کی حفاظت، شہسواری اور مردانگی کی اعلیٰ صفات سے آپ کی بہرہ مندی کا بھی حصہ ہے، جن کی عربوں کی نگاہ میں بڑی اہمیت تھی، اور جن کو علم النفس اور اخلاقیات کے ماہرین بھی تسلیم کرتے ہیں۔

آپ کے بدترین دشمنوں کو بھی اس زمانہ میں جو آپ پر حرف گیری اور انگشت نمائی کا کوئی موقع نہ ملا نہ آپ کی نبوت کے بعد آج تک کسی نے اس سلسلہ میں آپ پر نکتہ چینی کی آپ ﷺ طہارت وعفت، پاکیزگی، قلب ونظر معصومیت و طہارت کی اعلیٰ مثال تھے۔ اور ہر اس کمزوری سے بہت دور تھے جو آپ کے شایان شان نہ تھی پچیس سال کی اس عمر میں آپ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا جو بیوہ تھیں، چالیس سال کی ان کی عمر تھی، اس سے قبل ان کی دو شادیاں ہوچکی تھیں، صاحب اولاد تھیں پھر مشہور قول کے مطابق آپ کے اور ان کے سن میں پندرہ سال کا فرق تھا اس کے بعد دوسری شادی آپ نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے اس وقت کی جب کہ آپ کی عمر مبارک بچاس سال سے زیادہ ہوچکی

تھی ان کے شوہر کا حبشہ میں ایک مہاجر مسلمان کی حیثیت سے انتقال ہو گیا تھا آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی دوشیزہ اور غیر شادی شدہ خاتون سے نکاح نہیں فرمایا اس کے علاوہ جتنی شادیاں آپ نے فرمائیں، ان میں دین اور دعوت دین کی کوئی مصلحت، فراخی قلبی عالی ظرفی، مکارم اخلاق، مسلمانوں کا کوئی مفاد عام یا کسی بڑے اجتماعی خطرہ اور مفسد کا سد باب آپ کے پیش نظر تھا، رشتوں اور ازدواجی قرابتوں کی عربوں کی قبائلی اور سماجی زندگی میں جس قدر اہمیت ہے۔ اتنی کسی اور سوسائٹی اور سماج میں نہیں ہے اسلئے شادیاں اور نئی قرابتیں اسلامی دعوت اور اسلام کے مثالی معاشرہ کی تاریخ، خون بہانے سے حفاظت اور عربی قبائل کے ضرر سے بچاؤ کا ایک بڑا ذریعہ تھیں، مزید یہ کہ ان ازواج مطہرات کے ساتھ آپ کی زندگی کوئی عیش و آرام کی زندگی نہ تھی، جو تعدد ازدواج میں بہت سے لوگوں کے پیش نظر رہتا ہے، وہ اس درجہ زہد و تقشّف اور ایثار و قناعت کی زندگی تھی جس کی استطاعت قدیم اور جدید دور کے بڑے بڑے حوصلہ منداور اولوالعزم افراد اور نامور زہاد میں بھی نہیں ہے۔

تعدد ازدواج اور اس کے نفسیاتی، اقتصادی اور اجتماعی اثرات اور تقاضوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت کی عظیم ذمہ داری، جہد و مجاہدہ کی زندگی اور مسلمانوں کے اہم ترین امور سے ایک لمحہ کے لئے غافل نہیں کیا، بلکہ اس سے آپ کی سرگرمی اور اولوالعزمی اور قوت و نشاط میں کچھ اور اضافہ ہو گیا، ازواج مطہرات تبلیغ اسلام اور تعلیم دین کے مقصد عظیم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاون و مددگار تھیں وہ غزوات میں آپ کے ہمراہ رہتی تھیں، زخمیوں کا علاج معالجہ اور مریضوں کی تیمارداری کرتی تھیں، آپ کی گھریلو اور معاشرتی زندگی کا ایک تہائی حصہ اور اس کے علاوہ اور بہت سے احکام و تعلیمات ازواج مطہرات ہی کی رہین منت ہیں، اور مسلمانوں نے ان کو باقاعدہ ان سے سیکھا، یاد کیا، اور دوسروں کو بتایا اور سکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائیں۔ آمین۔۔

مؤمن کی روحانی کیفیات کی حقیقت

مفتی مبین الرحمن صاحب

مؤمن کی روحانی کیفیات اور حالات مؤمن پر مختلف کیفیات اور احوال آتے ہیں: کبھی اسے اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت میں بہت رونا آتا ہے تو کبھی خواہش کے باوجود بھی رونا نہیں آتا، کبھی دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ محسوس ہوتا ہے تو کبھی خوف کی یہ کیفیت موجود نہیں ہوتی، کبھی عبادات میں خوب جی لگتا ہے تو کبھی عبادات کی ادائیگی کو دل ہی نہیں چاہتا، کبھی نیک اعمال میں بہت لطف آتا ہے تو کبھی یہ حالت نصیب ہی نہیں ہوتی، کبھی ذکر و تلاوت میں مزہ آتا ہے تو کبھی چاہت کے باوجود بھی یہ کیفیت حاصل نہیں ہوتی۔ الغرض یہ ساری کیفیات ایک مؤمن پر گزرتی رہتی ہیں، ایسی صورتحال میں جب کسی مؤمن کو یہ اچھی کیفیات نصیب نہیں ہوتیں اور اسے عبادات میں مزہ نہیں آتا تو وہ بہت پریشان ہوجاتا ہے، مایوس ہوجاتا ہے، حتی کہ وہ اس کی وجہ سے عبادات اور نیک اعمال ترک کردیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگیا ہے، یا جب عبادات میں مزہ ہی نہیں آرہا اور ان میں دل ہی نہیں لگ رہا تو کیا فائدہ! ایسی عبادات کا؟ مذکورہ روحانی کیفیات سے متعلق حضرات اکابر کی تعلیمات کا خلاصہ مذکورہ اچھا کیفیات سے متعلق حضرات اکابر کے ارشادات کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ہر مسلمان ان کیفیات کی حقیقت سے آگاہ ہوسکے اور اسے صحیح راہ مل سکے۔

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ مذکورہ کیفیات اچھی تو ہوتی ہیں کہ اگر یہ حاصل ہوں تو اچھی بات ہے، ان کی قدر کرنی چاہیے، ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، لیکن یہ کیفیات مقصود اور اصل نہیں ہوتیں، بلکہ مقصود اور اصل نیک اعمال اور عبادات ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کیفیات مقصود ہی نہیں تو ان کے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے اعمال بی ترک کردینا یا ان میں سستی کرنا بہت بڑی نادانی اور غلط طرز عمل ہے، کیوں کہ یہ تو مقصود کو ترک کرنا ہوا، جس کا غلط ہونا واضح ہے۔ اس لیے چاہے کیفیات حاصل ہوں یا نہ ہوں؛ بہرصورت اعمال و عبادات میں لگے رہنا چاہیے کہ یہی مقصود اور اصل ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ مذکورہ کیفیات اختیاری نہیں ہوتیں، یعنی یہ بندے کے اختیار میں نہیں ہوتیں کہ جب چاہا کیفیات حاصل کرلیں بلکہ یہ کبھی تو بلا ارادہ حاصل ہوجاتی ہیں اور کبھی خواہش اور کوشش کے باوجود بھی حاصل نہیں ہو پاتیں، اور جو چیز اختیار میں نہیں ہوتی وہ مقصود بھی نہیں ہوتی اور بندہ اس کا مکلف بھی نہیں ہوتا، گویا کہ دل کی حالت اور کیفیت یکساں کبھی نہیں رہتی بلکہ اس میں تبدیلی آتی رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ تبدیلی نہ تو اختیاری ہے اور نہ ہی پریشان کن ہے۔

---

*فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی، متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

اس لیے جب یہ غیر اختیاری کیفیات حاصل نہ ہوں تو اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ جبکہ ان کے برعکس نیک اعمال و عبادات بندے کے اختیار میں ہوتے ہیں، اس لیے یہ اصل اور مقصود ہیں اور بندہ اسی کا مکلف ہے۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال اور عبادات اختیاری امور ہیں، اس لیے ان کی ادائیگی میں سستی نہیں کرنی چاہیے، جبکہ کیفیات اختیاری نہیں ہوتیں، اس لیے ان کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے، البتہ جب وہ حاصل ہوں تو اچھی بات ہے، ان کی قدر کرنی چاہیے، انھیں وصول کر لینا چاہیے، ان سے فائدہ لینا چاہیے اور ان پر شکر ادا کرنا چاہیے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ کیفیات کی بجائے اعمال سے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے کیوں کہ وہ اختیاری چیز سے ہے۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ اعمال سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، اس لیے ہر حال میں یہی پیش نظر ہونی چاہیے اور اسی کو مقصود بنانا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی شخص مزہ نہ آنے اور دل نہ لگنے کی وجہ سے عبادات میں سستی کرتا ہے یا انھیں ترک کر دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں تھی بلکہ لطف اور مزہ تھا، اسی لیے تو جب مزہ نہیں آ رہا اور دل نہیں لگ رہا تو اس نے اعمال ہی ترک کر دیے یا ان میں سستی شروع کر دی کیوں کہ اگر اس کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی تو یہ کبھی اعمال و عبادات ترک نہ کرتا بلکہ ہر حال میں عبادات میں مشغول رہتا۔ اور یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیفیات کی بجائے اعمال سے حاصل ہو ہی جاتی ہے، چاہے ان میں دل لگے یا نہ لگے، چاہے مزہ آئے یا نہ آئے۔

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ جب کسی شخص کو مذکورہ اچھی کیفیات حاصل نہ ہوں اور اس کے باوجود بھی وہ دل پر جبر کر کے نیک اعمال اور عبادات میں لگا رہے سستی اور کوتاہی نہ کرے تو اس میں زیادہ مجاہدہ اور قربانی ہے اور یہ کمال کی بات ہے، اس کی وجہ سے اس کے اعمال و عبادات کا اجر بھی بڑھ جاتا ہے، کیوں کہ جب عبادات کے لیے دل چاہ رہا ہو اور ان میں مزہ بھی آ رہا ہو تو ایسی صورت میں عبادات مشکل نہیں ہوتیں بلکہ عبادات کی ادائیگی مشکل تب ہوتی ہے جب دل نہ چاہ رہا ہو اور مزہ بھی نہ آ رہا ہو، تو ایسے میں اگر کوئی شخص دل پر جبر کر کے عبادات میں مشغول رہے اور نیک اعمال بجالاتا رہے تو یہ کمال کی بات ہے۔ اس لیے مبارک ہیں وہ لوگ جنھیں عبادات میں مزہ نہیں آتا لیکن اس کے باوجود بھی وہ عبادات ترک نہیں کرتے۔

(۵) پانچویں بات یہ ہے کہ اعمال و عبادات کا نفع اور فائدہ کیفیات پر موقوف نہیں، بلکہ اعمال اور عبادات سے نفع حاصل ہوتا جاتا ہے، چاہے ان میں مزہ آئے یا نہ آئے اور دل لگے یا نہ لگے۔ اس لیے یہ سمجھنا غلط ہے کہ جب دل ہی نہیں لگ رہا اور مزہ ہی نہیں آ رہا تو عبادات اور اعمال کا کیا فائدہ؟

(۶) چھٹی بات یہ ہے کہ جب یہ اچھی کیفیات مقصود اصل نہیں تو ان کے حصول کے لیے زیادہ کوششیں بھی نہیں کرنی

چاہییں ان کے لیے پریشان بھی نہیں ہونا چاہیے اور ان کے حاصل ہونے کے انتظار میں اعمال وعبادات بھی ترک نہیں کرنی چاہیے بلکہ اصل اور مقصود اعمال وعبادات ہیں ان میں بہر صورت لگے رہنا چاہیے۔ اس سے ان لوگوں کی غلطی بھی معلوم ہوجاتی ہے کہ جو اعمال وعبادات کے لیے کامل یکسوئی کا انتظار کرتے رہتے ہیں اور کامل یکسوئی کے بغیر وہ عبادات کو بے کار سمجھتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ نظریہ درست نہیں بلکہ اعمال وعبادات میں لگے رہنا چاہیے، چاہے کامل یکسوئی حاصل ہو یا نہ ہو، اور بسا اوقات تو زندگی بھر بھی کامل یکسوئی حاصل نہیں ہو پاتی اور اس سے بڑھ کر یہ بھی دیکھ لینا چاہیے کہ نجانے موت کا وقت کب آپہنچے اور ہم کامل یکسوئی کے انتظار میں اعمال وعبادات ہی سے محروم ہوجائیں۔

(۷) ساتویں بات یہ ہے کہ بسا اوقات ان روحانی کیفیات اور جوش وخروش میں کمی کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ سالک راہِ سلوک کے انتہائی مراحل میں داخل ہو چکا ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ ابتدائی جوش اور کیفیات باقی نہیں رہتیں، تو یہ پریشانی کی بات نہیں ہوتی بلکہ انتہائی مراحل میں داخل ہونے کی وجہ سے جوش اور کیفیات میں کمی کا آنا ایک فطری بات ہے، جیسا کہ موجیں سمندر میں تو بہت اونچی اور زوروں کی ہوتی ہیں لیکن ساحل پہ آتے ہی ان میں سکون کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ کشکوک مجذوب" میں حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک شعر ہے کہجو نالوں میں مزہ تھا وہ کہاں ان سرد آہوں میں مگر یہ پُرسکوں موجیں خبر دیتی ہیں ساحل کی

(۸) آٹھویں بات یہ ہے کہ اگر اچھی کیفیات کا چھن جانا کسی گناہ کی وجہ سے ہو تو ایسی صورت میں توبہ کر کے دوبارہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑ لینا چاہیے، اسی طرح اپنی اصلاح کی طرف بھی متوجہ ہوجانا چاہیے، لیکن دوبارہ ان کیفیات کا حاصل ہونا چوں کہ اختیار میں نہیں اور نہ ہی وہ مقصود ہیں اس لیے ان کے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے پریشان نہیں ہونا چاہیے، گویا کہ توبہ کے بعد ان سابقہ اچھی کیفیات کا حاصل نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ توبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں۔ وضاحتمذکورہ باتیں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بعض کتب جیسے "ملفوظات" اور "تربیت السالک" اور دیگر حضرات اکابر کی متعدد کتب سے ماخوذ ہیں۔ مزید یہ کہ یہ موضوع کافی تفصیلی ہے، اس لیے اختصار کے ساتھ چند باتیں ذکر کر دی ہیں جو کہ ان شاء اللہ مفید ثابت ہوں گی۔

دعوت دین سے غفلت کی سنگین نتائج

مفتی محمد ندیم علی قاسمی*

عالمی سطح پر آج امت مسلمہ جس پستی کا شکار ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ ہر طرف تباہی دندنا رہی ہے اجتماعی شیرازہ بکھر چکا ہے۔ مٹھی بھر یہودیوں کے آگے پچاس سے زائد مسلم مالک بے بس ہیں، قبلہ اول بیت المقدس کی آزادی اب ایک خواب بن گئی ہے۔ مسلم حکمراں بے پناہ قدرتی وسائل اور سیال سونے سے مالا مال ہونے کے باوجود مغرب کے آگے بے بس ہیں۔ عالمی طاقتوں کے درمیان اب ان کا کوئی وزن نہیں ہے۔ مغربی آقاؤں کی مطرح سرائی کو اب وہ اپنے لئے فخر سمجھنے لگے ہیں۔ معاشی اعتبار سے مسلمانوں کی مجموعی صورت حال انتہائی دیگر گوں ہے کئی مسلم افریقی ممالک میں ہر سال فاقہ کی وجہ سے ہزاروں لوگ لقمہ اجل بن رہے ہیں، جس سے فائدہ اٹھا کر عیسائی مشنریاں بڑی تیزی کے ساتھ مسلمانوں کو عیسائیت میں داخل کر رہی ہیں۔ خانہ جنگی رسہ کشی ایسی اور خون خرابہ اب مسلم ملکوں کا امتیاز بن گیا ہے۔ مسلم حکمرانوں کی کمزوری سے مغربی طاقتیں بھرپور فائدہ اٹھا رہی ہے اور انھیں اپنی نت نئی سازشوں سے مزید کمزور کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اور آئے دن ملت انتشار کا شکار ہوتی جا رہی یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور بہت تیزی سے ہو رہا ہے سوچنے والے بہت کچھ سوچ رہے ہیں لیکن ملت اسلامیہ کی چودہ سو سالہ تاریخ شاہد ہے کہ یہ سب کچھ دراصل اس لئے ہو رہا ہے کہ اُمت مسلمہ اپنے فرض منصبی کو فراموش کر چکی ہے۔ دعوت دین کی جو عظیم ذمہ داری امت کے کندھوں پر جو رکھی گئی تھی امت اس کو ادا تو کیا کرتی اس کا احساس تک اس سے ختم ہوتا جا رہا ہے۔

دنیا کا ضابطہ ہے کہ یہاں ہر چیز کی بقا اسی وقت تک ہے جب تک وہ اپنا مقصد اور فریضہ ادا کرتی رہے۔ سر پر لٹکنے والا بلب جب تک روشنی دے گا اس کو سروں پر رکھا جاتا ہے اور بلند مقام دیا جاتا ہے لیکن جوں ہی وہ روشنی دینے سے ناکارہ ہو جاتا ہے نکال کر کوڑہ کرکٹ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ حالانکہ بلب صحیح سالم ہے لیکن چونکہ مقصد پورا کرنے سے قاصر ہے اس لئے اس کو باقی نہیں رکھا جاتا یہی کچھ حال امت مسلمہ کا ہے۔ اس امت کو ایک مقصد کے تحت برپا کیا گیا تھا اور اخرجت للناس کے عطیہ اعزاز سے اُس کو نوازا گیا تھا، تاریخ کے جس جس دور میں امت اپنے اس فرض منصبی کو انجام دیتی رہی اس نے اس کو انسانیت کا امام بنائے رکھا، ہر طرف اس کا سکہ جما رہا، لیکن فرض منصبی سے غفلت نے در در کی ٹھوکریں کھانے پر

---

*نرمل تلنگانہ امام وخطیب مسجد محمدیہ نرمل

مجبور کیا امت مسلمہ کی موجودہ ہمہ گیر پستی کی بڑی وجہ دعوت دین سے روگردانی ہے۔ اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی طرف قرآن وحدیث میں بارہا متنبہ کیا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے۔ بنی اسرائیل میں جو کافر ہیں حضرت داؤد اور عیسی بن مریم کے زبان پر ملعون قرار دئے گئے۔ یہ اس وجہ سے کہ وہ نافرمان ہو گئے اور حد سے تجاوز کرنے لے وہ آپس میں ایک دوسرے کو برائی سے (جس میں وہ مبتلا تھے) نہیں روتے تھے۔ بہت بری ہے وہ چیز جس کو وہ کرتے تھے۔ (مائدہ 78۔79) لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل بنی اسرائیل کے کافر ملعون قرار دئے گئے حضرت داؤد علم السلام کی زبان پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غفلت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بارگاہ خداوندی میں دعائیں قبول نہیں ہوتی۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم ضرور بھلائی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسا عذاب بھیج دئے کہ تم دُعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ کیجائی (ترمذی ج 3 ص 316 ابواب الفتن)

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کے چہرہ انور کو دیکھ کر پہچان لیا کہ کوئی اہم کام درپیش ہے آپ صلی الہ علیہ وسلم نے اور کسی سے گفتگو نہ کی میں حجرے سے لگ کر کھڑی رہی کہ دیکھوں کیا ارشاد فرماتے ہیں آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور حمد وثنا کے بعد فرمایا اے لوگوں: اللہ تعالی تم سے کہتا ہے بھلائی کا حکم کرو اور برائی سے روکو اس سے قبل کہ تمہاری ایسی حالت کردی جائے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول نہ کروں تم مجھ سے مانگو تو میں تمھیں عطا نہ کروں اور تم مجھ سے مدد طلب کرو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسا عذاب بھیج دئے کہ تم دُعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ کیجائی (ترمذی ج 3 ص 316 ابواب الفتن)

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کے چہرہ انور کو دیکھ کر پہچان لیا کہ کوئی اہم کام درپیش ہے آپ صلی الہ علیہ وسلم نے اور کسی سے گفتگو نہ کی میں حجرے سے لگ کر کھڑی رہی کہ دیکھوں کیا ارشاد فرماتے ہیں آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور حمد وثنا کے بعد فرمایا اے لوگوں: اللہ تعالی تم سے کہتا ہے بھلائی کا حکم کرو اور برائی سے روکو اس سے قبل کہ تمہاری ایسی حالت کردی جائے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول نہ کروں تم مجھ سے مانگو تو میں تمھیں عطا نہ کروں اور تم مجھ سے مدد طلب کرو اور میں تمہاری مدد نہ کروں، اتنا فرما کر آپ صلیعلیہ وسلم بیٹھ گئے (مسند احمد 2 ص 159) معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے حالات کا بہتر ہونا دنیا کے تحفظ میں ہے۔ اس وقت جو صورت حال مسلمانوں کی ہے اس کو بہتر بنانے کے لئے اور اپنے تحفظ کے لئے ہم کو دین کے تحفظ کی فکر کرنی ہے۔ اہم جتنا دین کا اور اس کی تعلیمات کا تحفظ کریں گے اتنا ہی اس دنیا میں ہمارا تحفظ ہوگا اور ہم کو وہ عزت حاصل ہوگی جس

عزت کے ہم طالب ہیں یہ صرف وعظ وتحریر نہیں بلکہ یہ ایک جائزہ ہے مسلمانوں کی تاریخ کا اور بنی اسرائیل کی تاریخ کا اس کی مثالیں قرآن مجید میں بھی ذکر کی گئیں ہیں صحابہ کرام کے بعد بھی ہم تاریخ اسلام پر جب نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو اس بات کی کافی مثالیں ملتی ہیں ہم واضع طور پر" دیکھتے ہیں کہ ماضی میں مسلمانوں کو شکست ونقصان سے جب بھی سابقہ پڑا ان, دو پہلوؤں میں کمی ہونے کی صورت میں پڑا، کہیں تو تدبیر کی کمی نقصان کا باعث بنی، اور کہیں تو رجوع الی اللہ دینی حالت کی کمزوری شکست کا باعث بنی، ہم موجودہ دور کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو اس نوع کی کوتاہی و کمزوری نظر آتی ہیں، آج پورا عالم اسلام جن مصیبتوں اور شکستوں سے گزر رہا ہے مذکورہ بالا اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے جائزہ لیا جائے، ہم کہیں تو مذکورہ بالا دونوں پہلوؤں اور کہیں ان دو میں سے کسی ایک پہلوں میں کوتاہی یا کمی پائیں گے، اللہ رب العزت کا فرمان ہے " انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین" تم ہی سربلند رہو گے اگر تم ایمان والے ہو۔

اسلئے ایمان کا تقاضہ ہے کہ ہم خود بھی سچے مسلمان بننے کی کوشش کریں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے رہے، چونکہ راہ دعوت میں دشواریاں آتی رہتی ہیں، اس سلسلہ میں امت مسلمہ کے افراد نے ضرورت کے مطابق اپنی ذمہ داریاں پوری کی جس کے سبب راستہ میں ان کو سخت مزاحمتیں بھی پیش آئی، اور مکروفریب کے حملوں سے بھی سابقہ پڑا، ظلم وزیادتی کا بھی سامنا ہوا، جس کے واقعات پوری تاریخ اسلامی میں پھیلے ہوئے ہیں، اور یہ حملے خاص طور پر یہود ونصاریٰ کے حلقوں سے کئے جاتے رہے ہیں، اس سلسلہ میں امت مسلمہ کو نقصانات بھی ہوئے، اور مخالفانہ کوششوں سازشوں سے بہت سے ہدایت یافتہ انسان راستہ سے بھٹکے بھی، اور اس وقت بھی یہ صورت حال دنیا کے مختلف علاقوں میں جاری ہے، لیکن دین حق کو پہچانے کا کام کرنے والے بھی صبر وہمت سے اپنا فریضہ انجام دے رہے ہیں، اسلئے ہم کو دعوتی کام کو آگے بڑھاتے ہوئے اور لوگوں تک دین مبین کو پہچاتے ہوئے خیر امت ہونے کا ثبوت دینا ہوگا، چونکہ اللہ نے اس امت کو خیر امت بنایا ہے، اور اس کی وضاحت فرمائی ہے " کنتم خیر امة اخرجت للناس "فرمایا تم بہترین امت ہو۔ کیسے بہترین امت ہو؟ وہ اس طرح کہ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو، نیکی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے ہو نیکی کی طرف لوگوں کو بلاتے ہو، اور برائی سے روکتے ہو۔ یقینا دین اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اس پر عمل کرتا ہے وہ کامیاب ہوجاتا ہے، چونکہ مذہب اسلام انسانیت کی طرف داعی ہے، چنانچہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی دامت برکاتہم نے ایک قصہ بیان فرمایا" امریکہ میں میرے ایک دوست تھے جو کہ عالم تھے، ہم ایک دن, ان, کے گھر کھانا کھا رہے تھے کہ انہوں نے کہا کہ میں یہاں کی جیلوں میں اتوار کے دن اسلام کی تبلیغ کرنے, کے لئے جاتا ہوں، فقیر نے ان سے پوچھا کہ وہاں کے حالات سناؤ؟ کہنے لگے کہ جو بھی مسلمان ہوتا ہے اس کی زندگی میں بڑی تبدیلی آجاتی ہے، وہ کہنے لگے ان دنوں ایک ملزم جیل میں آیا ہوا ہے، اسے ایک

سال کی جیل ملی تھی جس میں سے وہ چھ ماہ گزار چکا ہے، اور چھ ماہ مزید گزارنے ہے، وہ مسلمان ہوا میں نے اسے نماز سکھائی، ایک دن ہم دونوں بیٹھے ہو ئے تھے کہ مجھے کہنے لگا کہ میں آپ پر بہت زیادہ اعتماد کرتا ہوں، میں آپ کو بتاؤ کہ اسلام لانے کے بعد میری زندگی میں بہت زیادہ تبدیلی آئی ہے، میں نے کہا وہ تو سب کی ہوتی ہے، کہنے لگا جتنی میری زندگی تبدیل ہوئی ہے اتنی اور لوگوں کی شاید تبدیل نہ ہوئی ہو۔ میں نے کہا وہ کیوں؟ کہنے لگا اسلام لانے کے قبل میں بالکل بھی حیوان تھا، اور اب میں انسان بن کر زندگی گزار رہا ہو، جب اس سے تفصیل پوچھے گئ تو کہنے لگا ابھی تو میں ایک چھوٹے سے جرم کی وجہ سے جیل آیا ہو، ایک سال جیل ملی ہے، چھ ماہ گزر چکے ہیں، اور چھ ماہ بعد واپس چلا جاؤں گا لیکن آپ کو دل کی بات بتلاتا ہوں کہ اسلام لانے سے پہلے مجھے دوسرے انسانوں کو قتل کرنے میں مزہ آتا تھا، جب کسی کو تڑپتے اور جسم سے خون کے فوارے نکلتے دیکھتا تو میں لطف اندوز ہوا کرتا تھا، میں اب تک کئی آدمیوں کو قتل کر چکا ہوں، گویا یہ میرا مشغلہ تھا، اسلام لانے کے بعد اب میرا دل اتنا بدلا ہے کہ اب اگر میں پیدل چل رہا ہوں اور میرے پاؤں کے نیچے ایک چیونٹی بھی آکر مر جائے تو مجھے اس کا بھی افسوس ہوتا ہے، یہ ہے اسلام اور مذہب اسلام و دعوت الی اللہ کا نتیجہ۔ اللہ ہم سب کو اسلام اور مذہب اسلام اور دعوت الی اللہ کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔۔۔۔۔۔آمین ۔۔

آزادئ ہند میں مسلم علماء اور عوام کا کردار

سید ایاز ناندیڑ*

آزاد ہندوستان کی تاریخ میں دو دن بہت زیادہ اہمیت اور تعظیم کے لائق ہیں، پہلا تو یوم آزادی (15/اگست) دوسرا یوم جمہوریہ (26/جنوری) 15/اگست کو ہمارا ملک آزاد ہوا اور 26/جنوری کو آئینِ ہند مرتب ہوا اور ہمارا ملک جمہوری ملک بنا، بہرحال اس آزادی اور دستور ہند کے مرتب کرنے میں مسلمانوں کا بہت اہم رول اور کردار رہا ہے۔

اٹھارویں صدی کی بات ہے کہ ملکِ ہندوستان کو سونے کی چڑیا کہا جاتا تھا اور اس ملک میں محبت واخوت کی فصلیں لہلہا رہی تھیں، یہاں کے لوگوں میں میل جول اور اپنائیت تھی، یہاں کی ہوائیں ایکتائیت اور اتحاد کا درس دیرہی تھیں، کہ یکا یک یہاں ظلم وستم کا سیلاب آپڑا اور یہاں کا چین وسکون غارت ہوگیا، بدامنی، ظلم وزیادتی کا دوردورہ ہوگیا، یہاں کے باشندوں کے گلوں میں غلامی کے پھندے اور ان کی گردنوں میں اسیری کے طوغ ڈال دیئے گئے، یہ سب کرنے والے وہ تن کے گورے من کے کالے سفید فام انگریز تھے، جو 1601ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے بغرضِ تجارت ہندستان میں داخل ہوئے، یہاں اپنے قدم جمانے شروع کیے اور پھر 1612ء جہانگیر کے عہدِ حکومت میں گجرات کے شہر سورت میں اپنا اقتصادی مرکز تشکیل دیا اور اس کی شاخیں ملک کے مختلف شہروں میں پھیلا دیں، پھر حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ کے انتقال کے بعد جب مغلیہ سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا تو انہوں نے یہاں اپنی سیاسی قوت کو بڑھانا اور یہاں کے بھولے بھالے باشندوں کو اپنے دامنِ فریب میں پھانسنا شروع کردیا، اس ملک پر اپنے قدم جمانے لگے، یہاں کے باشندوں پر ظلم وستم کر کے ان کی جائدادوں، مال وثروت پر قابض ہونے لگے، تو سب سے پہلے مسلمانوں نے ان کی بدنیتی کو بھانپلیا اور ان کی مخالفت شروع کردی، جب ان کے شرارتوں کی انتہاء ہوگئی تو سب سے پہلے مسلمانوں نے ان کے خلاف علم بغاوت وعلم جہاد بلند کیا اور فتویٔ جہاد دے کر انگریزوں کو للکارا، پھر سب سے پہلے باقاعدہ جنگ 1754ء میں بنگال کے نواب علی وردی نے لڑی اور فتح حاصل کی، ان کے بعد ان کے نواسے سراج الدولہ نے انگریزوں سے لڑتے ہوئے داعیِ اجل کو لبیک کہا، میسور میں حیدر علی نے 1767ء میں اور ان کے فرزند فاتح ٹیپو (سلطان ٹیپو) نے 1783ء، 1791ء میں انگریزوں سے اپنا لوہا منوایا، 1803ء میں شاہ عبدالعزیز نے جہاد کا فتوی دیا، 1857ء کو سید احمد شہید کی فوجی کاروائی کا آغاز ہوا اور انہوں نے باضابطہ کئیں جنگیں لڑیں، 1831ء میں سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل نے اپنے رفقاء کے

---

*(متعلم: دارالعلوم وقف دیوبند)

ساتھ بالاکوٹ میں لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا، 1857ء میں مولانا فضلِ حق خیر آبادی نے جہاد کا فتوی دیا اور اس کے بعد علماء کرام اور عوام نے مل کر میدانِ کارزار گرم کیا اور یہاں سے تحریکِ آزادی کا دوسرا دور شروع ہوا، ہزاروں جان نثاران وطن نے اپنی قربانیوں سے اس وطن کو رنگ دیا، 1857ء میں شاملی کے محاذ پر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، حافظ ضامن شہید جیسی بڑی بڑی اور اولو العزم شخصیتوں نے انگریزوں سے جہاد کیا، اس پاداش میں کئی علماء کرام شہید ہوے اور بعض کو کالا پانی کی سزا دی گئی، 1857ء کی آزادی میں جنرل بخت خان، احمد اللہ شاہ مدراسی اور مولوی احمد شاہ فیض آبادی وغیرہ بہادروں نے اپنی شجاعت کا مظاہرہ کیا، مولوی احمد شاہ فیضی کو تو انگریزوں نے اپنا بڑا دشمن سمجھ کر ان پر پچاس ہزار روپے کا انعام رکھا تھا، 1857ء کی جنگ آزادی میں علماء عظیم آباد جس میں عبد الحی عظیم آبادی، مولانا عبد اللہ عظیم آبادی اور علماء صادق پور جن میں مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا جعفر تھانیسری اور علماء دیوبند وغیرہ بھی شامل تھے، انھوں نے اور ان جیسے کئیں علماء نے اس وطن کیلے اپنے تن من دھن کی بازی لگادی، 1919ء میں جمیعۃ علماء ہند کا قیام عمل میں آیا اور اس کا مقصد ان انگریزوں کو اس مقدس سرزمینِ ہند سے بھگانا تھا، جس میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن مدنی، مولانا حسین احمد مدنی، عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ثناء اللہ امرتسر، مولانا محمد علی جوہر، مولانا آزاد جیسے عظیم المرتبت شخصیات شامل تھیں، 1921ء میں مولانا حسرت مہانی نے مکمل آزادی کا مطالبہ کیا ان کے علاوہ بہادر شاہ ظفر، بیگم حسرت محل، امجدی بیگم، بیگم عزیزہ، مولانا برکت اللہ بھوپالی، مولانا عبید اللہ سندھی، محمد میاں منصور انصاری، مولانا رحمت اللہ صادق پوری، مولانا مظہر الحق، سیف الدین، میاں ندیر حسین، محدث دہلوی، علی برادران، عظیم اللہ خان، مولوی محمد باقر، علامہ شبلی نعمانی، شائر اسلام علامہ اقبال وغیرہ اور ان کے علاوہ لاکھوں ہزاروں بہادروں نے تحریکِ آزادی میں قربانیاں پیش کیں۔ (شعر) وہ لوگ جنہوں نے خوں دیکر چمن کو زینت بخشی ہے دو چار سے دنیا واقف ہے گم نام نہ جانے کتنے ہیں

بس اتنا ہی نہیں بلکہ مسلمانوں نے مختلف تحریکیں بھی چلائیں، مثلا 1912ء سے 1920ء تک چلنے والی ریشمی رومال تحریک، 1920ء کی تحریک ترکِ موالات، 1921ء کی خلافتی تحریک، 1922ء کیموپلا بغاوت، اور چوری چورا تحریک، 1930ء سول نافرمانی، 1942ء کی ھندستان چھوڑو تحریک، 1946ء میں ہونے والے بحری بیڑے کی بغاوت میں ہونے والے مظاہر اور ایسی کئیں تحریکوں میں مسلمان پیش پیش رہے، اور قائدانہ رول ادا کیا جس کی بناء پر ہزاروں مسلمان شہید ہوئے، اور ہزاروں مسلمانوں کو قید و بند سزا ہوئی، جس کی وجہ سے کالا پانی کی دردناک سزا بھگتنی پڑی، اس جنگِ آزادی میں تقریباً دو لاکھ مسلمان شہید ہوئے، جن میں ۵۲ ہزار تو صرف علماء تھے ان کی جائدادیں لوٹ لی گئی، ان پر ظلم و زبردستی کے پہاڑ توڑے گئے تب کہیں جا کر 1947ء میں ہمارا یہ ملک آزاد ہوا، لیکن افسوس صد افسوس کہ آج

مسلمانوں کی محنتوں کو تفصیل سے تو در کنار، اختصار کے ساتھ بھی یاد نہیں کیا جاتا، انکی محنتوں کو پسِ پشت ڈال کر ان ہی سے وفاداری کا ثبوت مانگا جارہا ہے، مزید برآں یہ کہ وطن سے بے وطن کرنے کی سازش کی جارہی ہے، اور ان پر دہشت گردی کے الزام لگائے جارہے ہیں، انکی حبُ الوطنی پر شک کیا جارہا ہے۔ الغرض پہلے یہ طئے کرو کہ وفادار کون ہے پھر وقت خود بتائے گا کہ غدار کون ہے آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم نوجوان اپنی تاریخ، علماء کی قربانیوں اور قائدانہ کردار کو پڑھیں، اس کا مطالعہ کریں، اور برادرانِ وطن کی غلط فہمیوں کو دور کریں، آپسی انتشار کو ختم کریں، اور بھائی چارگی کا ماحول پیدا کریں، اور اسی کے ساتھ ساتھ تعلیم وتربیت پر بھی توجہ دیں، اپنے اوقات ضائع کئے بغیر دینی اور عصری علوم میں مہارت و اختصاص حاصل کریں، اور برادرانِ وطن کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں، اعلی پوسٹ حاصل کریں اور دوسری طرف اپنے قدم سیاست میں مضبوط کریں، حکومتی عہدوں پر آئیں اور عدل وانصاف قائم کریں۔ مختصر یہ کہ

سبق پڑھ پھر صداقت کا عدالت کا شجاعت کا لیا جائیگا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی

مدثر صالحی میسور

ولادت:

خطیب الاسلامؒ کی ولادت 22 جمادی الثانی 1344ھ مطابق 8 جنوری 1926ء بروز جمعہ بوقت فجر طیب منزل دیوبند میں ہوئی۔

حسب ونسب:

سالمؒ بن محمد طیبؒ بن محمد احمدؒ بن حجۃ الاسلام قاسم نانوتویؒ پھر یہ سلسلہ 49 واسطوں سے نسلا بعد نسل محمد بن قاسمؒ سے مل کر خلیفہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ تک پہنچتا ہے۔

خاندانہ صدیقی نانوتہ میں:

اس خاندان کا شجرہ نسب امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق سے جاملتا ہے، نوی صدی ہجری میں اس خاندان کی ایک بزرگ شخصیت حضرت قاضی مظہر الدین صاحب، سلطان سکندر لودھی کے بلاوے پر سب سے پہلے ہندوستان آئے، ایک وقت وہ آیا کہ نانوتہ کے علاقہ میں جاٹوں کی اودھم بازی شروع ہوئی، سلطان سکندر لودھی نے جاٹوں کی گوشمالی کے لئے حضرت قاضی مظہر الدین صاحب کے فرزند حضرت قاضی میراں صاحب کو ایک لشکر دے کر نانوتہ بھیجا، حضرت قاضی میراں صاحب کی سرکردگی میں لشکر کامیاب ہوا، جس سے خوش ہوکر سلطان سکندر لودھی نے یہ علاقہ اس خاندان کے نام کردیا، اس کے بعد اس خاندان نے نانوتہ میں بود و باش اختیار کی اور پھر بعد کے زمانہ میں دیوبند منتقلی ہوئی، اسی خاندان سے جڑی ایک اہم اور تاریخ ساز شخصیت کا نام خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب ہے، (خطیب الاسلام کی حیات مستعار کا سرسری جائزہ ص 6)

آغاز تعلیم وبسم اللہ خوانی:

1351ھ 6 یا 7 سال کی عمر میں حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ نے دارالعلوم کے دفتر اہتمام میں تمام اساتذہ کو جمع فرمایا جس میں شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنیؒ، علامہ ابراہیم بلیاویؒ، مولانا اعزاز علیؒ، اور مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ

*(متعلم: دارالعلوم وقف دیوبند)

وغیرہ موجود تھے، مولانا سید اصغر حسینؒ نے بسم اللہ خوانی کرائی۔

درجہ حفظ کلام پاک میں داخلہ اور تکمیل قرآن مجید:

خطیب الاسلامؒ کو پیر جی شریف صاحب گنگوہیؒ جو دارالعلوم دیوبند میں درجہ حفظ کے مایہ ناز استاذ تھے ان کے یہاں داخل کروایا گیا ابھی قرآن کریم مکمل نہیں ہوا تھا استاذ محترم کا انتقال ہوگیا پھر دارالعلوم ہی کے دوسرے استاذ مولانا حبیب الرحمان عثمانیؒ (جو بعد میں پہلے دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم پھر مہتمم بنے) کے یہاں داخلہ کروایا گیا انہی کے پاس تقریباً سوا دو سال میں قرآن کریم مکمل کیا پھر دھرانے میں پورے تین سال لگ گئے اس تین سال کی مدت میں خود استاذ محترمؒ نے زبانی سند دی کہ اب تم خود نوافل میں اہتمام کرلیا کرو۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم میں داخلہ:

تکمیل حفظ قرآن کریم کے بعد درجہ اول فارسی خانے میں داخل کرایا گیا جس میں خطیب الاسلامؒ نے مولانا یٰسینؒ سے بھی ایک کتاب پڑھی اس کے بعد درجہ عربی میں داخل ہوئے جس میں میزان الصرف حصول برکت کے لئے تھانہ بھون جاکر حضرت تھانویؒ سے 15 یا 16 دن میں تدریجاً تدریجاً پڑھا اس دوران قیام وطعام حضرت تھانویؒ کے گھر پر ہی ہوتا تھا پھر بقیہ تعلیم دارالعلوم میں مکمل کی قیام دارالعلوم کے دورہی میں درمیان میں ایک سال کے لئے مدرسہ صولتیہ میں تعلیم حاصل کی پھر دارالعلوم کے اساتذہ کے مشورہ سے دوبارہ دارالعلوم آکر تعلیم مکمل فرمائی۔

اساتذہ: حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ، مولانا ادریس کاندھلویؒ، قاری محمد طیبؒ صاحب، علامہ ابراہیم بلیاویؒ وغیرہ۔

ہمعصر: مولانا سید انظر شاہ کشمیریؒ، مولانا نعیم صاحب عثمانیؒ، مولانا خورشید عالم صاحبؒ، مولانا ابوالحسن ندویؒ وغیرہ۔

درس وتدریس: حضرت خطیب الاسلام کا اعزازی تقرر ۲۹ صفر ۱۳۶۹ھ میں میں ہوا اور مستقل تقرر شوال ۱۳۷۱ھ میں ہوا۔ حضرت نے دارالعلوم دیوبند میں کم وبیش ۳۵ سال مسند تدریس کو رونق بخشی جس کا دورانیہ ۱۳۶۹ھ سے لے کر ۱۴۰۲ھ تک ہے۔ اس دوران حضرت نے درس نظامی کی اکثر کتابیں پڑھائیں، اور وقفے وقفے سے تدریسی درجہ بندی میں ترقی ہوتی رہی۔ علم حدیث میں ابوداؤد شریف، بخاری شریف جلد ثانی اور ابن ماجہ شریف آپ سے متعلق رہیں۔ (سیرت وشخصیت حضرت مولانا سالم صاحبؒ ص 154 ج 1)

طرز تدریس: مفتی فضیل الرحمان ہلال عثمانی فرماتے ہیں کہ پڑھانے کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے عبارت پڑھتے تھے،

پھراس کا ترجمہ بتاتے تھےاور پھراس کے ہر حصے کی تشریح کرتے تھے۔ جو جو مسائل اس میں ذکر ہوتے تھےان پر مفصل روشنی ڈالتے تھےاگر کوئی طالب علم سوال کرتا تھا تو اس کو تسلی بخش جواب دیتے تھے۔شرح وقایہ کے درس میں ان کی درس گاہ طلباء سے بھری رہتی تھی۔مگر آواز اتنی بلند اور صاف ہوتی تھی کہ ہر طالب علم اچھی طرح سن لیتا تھا اور سمجھ لیتا تھا غرض کہ پورے گھنٹے تسلسل کے ساتھ تقریر کرتے تھےاور بڑے دل نشین انداز میں ہر گوشے کو اچھی طرح وضاحت کے ساتھ بیان کرتے تھے۔مقررہ نصاب اپنے وقت پر ختم ہوتا تھا اور پورے سال ایک ہی انداز میں کتاب ابتداء سے لے کر مقررہ نصاب تک پڑھائی جاتی تھی۔اس طرح ان کا سبق بڑا ممتاز طلباء کے لیے پر کشش اور فائدہ مند ہوتا تھا۔انداز باوقار تھا لیکن طلباء سے بہت شفقت کے ساتھ پیش آتے تھےاور سوال کرنے پر کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے۔انہوں نے دارالعلوم میں بڑ یکتابیں بھی پڑھائیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ تدریس کے میدان میں پوری طرح کامیاب رہے۔ ہمیشہ مطالعہ کرتے تھےاور میرے خیال میں بغیر مطالعہ کے کبھی کوئی سبق نہیں پڑھاتے تھے۔ مجھے ان کے پڑھانے کا انداز آج بھی نگاہوں میں گھومتا ہے۔(خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒص140)

وقت کی پابندی: مفتی سفیان صاحب قاسمی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ پابندی اوقات کا رکا اہتمام وانضباط اس قدر مثالی تھا کہ لوگ ان کے مقرروقت سےاپنی گھڑیوں کا ٹائم درست کرلیا کرتے تھے۔اپنے تدریس کے زمانے میں ادھر مدرسے کے گھنٹے کی آواز سنائی دیتی تھی ادھر حضرتؒ کا قدم درسگاہ میں ہوتا تھا،زیر درس تقریر میں وقت کے اہتمام کا عالم یہ تھا کہ اپنے تدریس کے زمانے میں ادھر مدرسے کے گھنٹہ کی پہلی آواز پر درس اس طرح سے اختتام پزیر ہوتا تھا کہ کبھی بھی طلبہ کو یہ احساس نہیں ہوتا تھا کہ مضمون کہیں سے ادھورا یا نا تمام رہ گیا ہے،طلبہ کو عام ہدایت تھی کہ گھنٹہ بجنے کے بعد گھڑی میں دیکھ کر صرف دومنٹ انتظار کریں،اگر اس دومنٹ میں تشریف نہیں لائے تو سمجھ لیں کہ آج چھٹی ہے گویا اپنے ہی نہیں بلکہ دوسروں کے اوقات کا بھی اسی قدر اہتمام فرمانا مزاج کا حصہ تھا،(خطیب الاسلامؒ۔۔ایک عہد ساز شخصیت ص30)

نامور تلامذہ: 1)قاضی مجاھدالاسلام صاحبؒ سابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ،2)مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ سابق شیخ الحدیث وصدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند،3)مولانا قاری ابوالحسن صاحب اعظمی رکن رابطہ عالم اسلامی،4)فقیہ العصر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی،5)مفتی محمد یوسف صاحب تاؤلوی،6)مولانا مجیب اللہ گونڈوی، 7) مولانا بدرالدین اجمل قاسمی آسامی، 8)مولانا عبدالخالق صاحبؒ سنبھلی 9)مولانا اسرارالحق قاسمی جنرل سکریٹری جمعیۃ العلماء ہند،10)مولانا زکریا صاحب صدیقی نانوتوی رکن مجلس مشاورت دارالعلوم وقف دیوبند،ان کے علاوہ ہزاروں

تلامذہ موجود ہیں جو ملک اور بیرون ملک میں دینی ملی سماجی وغیرہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔مطالعہ کے معمولات: جب گھر پر رہتے ہمیشہ عشاء کے بعد مطالعہ فرماتے اور بغیر مطالعہ کے نہ سوتے اور فجر کے بعد مطالعہ فرماتے، فجر کے بعد بہت پابندی سے مطالعہ فرماتے، فجر کے بعد مطالعے کے معمولات میں کبھی فرق نہیں آیا، ان دونوں اوقات میں ہمیشہ مطالعہ فرماتے۔(سیرت وشخصیت حضرت مولانا محمد سالم قاسمیؒ صاحب ص245 ج1)

مطالعہ کا ذوق: وہ مضامین یا کتابیں بہت پسند ہیں جن میں جدت ہو، ندرت ہو، کوئی نئی تحقیق ہو، یا تاریخ میں ذہین لوگوں کی حاضر جوابی کے واقعات ہوں، ایسی چیزوں کے مطالعہ کا بہت ذوق رکھتے تھے۔گرچہ علمائے متقدمین مثلاً علامہ ابن حجر، علامہ سیوطی، امام غزالی اور امام رازی وغیرہ کی کتابوں کا انہوں نے کافی مطالعہ کیا تھا۔(ایضاص246)

نکاح: 1947ء میں فراغت کے بعد مارچ 1948ء کو حکیم الاسلامؒ نے مسجد قدیم میں دارالعلوم کے استاذہ اور مہمان رسول یعنی دارالعلوم کے طلباء کے مابین جناب پیش کار محمد اختر صاحبؒ کی صاحبزادی سے کرایا اور دسمبر 1948ء کو رخصتی ہوئی اور تقریب ولیمہ طیب منزل میں منعقد ہوئی۔اولاد: خطیب الاسلامؒ کو چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں صاحبزادوں کے نام یہ ہیں 1) محمد سلمان صاحب قاسمی، 2) مولانا سفیان صاحب قاسمی 3) محمد عدنان قاسمی 4) محمد عاصم قاسمی۔

بیعت وسلوک: اولا حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ سے بیعت فرمائی پھر ان کی وفات کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت حکیم الاسلامؒ سے رجوع فرمایا۔۔

خلافت: خطیب الاسلامؒ کو دونوں بزرگوں سے خلافت ملی ہے اسی کو حضرت مولانا سفیان صاحب قاسمی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ والد ماجد حضرت خطیب الاسلام مولانا محمد سالم قاسمیؒ صاحب نے حضرت حکیم الاسلامؒ کے ایماء پر 1367ھ میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور رائے پور میں حضرت کے پاس گاہے گاہے قیام فرمایا (حضرت رائے پوری نے حضرت خطیب الاسلام کو خلافت سے نوازا) ان کی وفات کے بعد خود حضرت حکیم الاسلام قدس سرہ کے دست مبارک پر ساؤتھ افریقہ کے سفر کے دوران، بمقام روڈی پورٹ میں ۱۳۸۲ھ میں شرف بیعت حاصل فرمایا اور ۱۳۸۷ھ میں حضرت حکیم الاسلام نے (میرے) والد ماجد خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم صاحب کو تحریراً خلافت مرحمت فرمائی۔(سیرت وشخصیت حضرت مولانا محمد سالم قاسمیؒ ص348 ج1)

فہرست خلفاء مجاز خطیب الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ

سابق مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم وقف دیوبند، نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

جانشین حضرت خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب مہتمم ومحدث دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی رحمتہ اللہ علیہ سابق مفتی اعظم مالیر کوٹلہ پنجاب

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ رحمانی صاحب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

نبیرہ حضرت خطیب الاسلام حضرت مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب ڈائریکٹر حجت الاسلام اکیڈمی ونائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

خادم خاص حضرت خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد شاہد صاحب قاسمی استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت مفتی ڈاکٹر محفوظ الرحمن صاحب عثمانی رحمتہ اللہ علیہ بانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم اسلامیہ سپول بہار

حضرت مفتی عبدالرزاق صاحب رحمتہ اللہ علیہ مہتمم مدرسہ ترجمہ والی مسجد بھوپال

حضرت مفتی محمد احسان صاحب قاسمی صدر مفتی واستاذ حدیث دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت مفتی عارف صاحب استاذ حدیث ومفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت مولانا سکندر صاحب استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت مولانا محمد اسماعیل عبداللہ پٹیل صاحب کاپودروی گجرات

حضرت مفتی ضیاء اللہ خان صاحب قاسمی شیخ الحدیث مدرسہ ترجمہ والی مسجد بھوپال

حضرت مولانا فہیم احسن صاحب تھانوی پاکستان

حضرت مولانا نسیم صاحب شیخ الحدیث مدرسہ نورالاسلام شاہ پور گیٹ میرٹھ

حضرت مولانا حامد حسین صاحب مہتمم مدرسہ فیض الاسلام سیال نگلہ جیٔ میرٹھ

حضرت مفتی ذوالفقار صاحب بانی ومہتمم جامعہ عثمانیہ دارالعلوم بلدوانی

حضرت مولانا محمد مبین صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ روضۃ العلوم ٹانڈہ رامپور

حضرت مولانا محمد راشد صاحب اغوان پوری جامعہ نگر اوکھلا دہلی

حضرت مولانا محی الدین محمد امین قاسمی بنگلہ دیش

حضرت مفتی سید احمد صاحب مہتمم مدرسہ نورالاسلام شاہ پیر گیٹ میرٹھ

حضرت مفتی عبدالحمید صاحب قاسمی امام وخطیب جامع مسجد ستارہ ممبئی مہاراشٹر

حضرت محمد احمد صاحب قاسمی مہتمم جامعہ قاسمیہ خیر العلوم ناپارہ بہرائچ

حضرت قاری محمد احمد نوری صاحب استاذ مدرسہ نورالاسلام شاہ پیر گیٹ میرٹھ

حضرت قاری عبدالقیوم صاحب استاذ مدرسہ نورالاسلام شاہ پیر گیٹ میرٹھ

حضرت مولانا محمد میاں صاحب قاسمی مدرسہ سراج العلوم سنبھل مرادآباد

حضرت ایاز احمد خان صاحب خطیب مسجد گھاس والا ممبرا کوسہ ممبئی

حضرت مفتی معین الدین صاحب قاسمی مدرسہ طیب العلوم گیورائی مہاراشٹر

حضرت مفتی محمد میاں صاحب مہتمم جامعہ کاشف العلوم بریلی حضرت حافظ اقبال عبد الستار صاحب چوناوالا جوگیشوری ممبئی

حضرت مولانا عرفان احمد قاسمی استاذ جامعہ افضل المعارف الہ آباد

حضرت قاری محمد یاسین صاحب سیال نگلہ جی میرٹھ

حضرت مفتی جمیل الرحمن صاحب قاسمی رحمتہ اللہ علیہ سابق ناظم مدرسہ رحمانیہ ہاپوڑ

حضرت مولانا محمد اسامہ صدیقی صاحب نانوتہ سہارنپور

حضرت مولانا محمد عظیم الدین صاحب امام وخطیب مسجد ھدی بھیونڈی ممبئی

حضرت مفتی انصار احمد محی السنہ ملاڈ ممبئی

حضرت مفتی نعمت اللہ صاحب قاسمی مہتمم دار العلوم ملیا کھگڑیا بہار

حضرت مولانا غازی ولی احمد خان مہتمم جامعہ ریاض الاسلام سرونج۔یم۔پی

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مہتمم جامعہ ذکریا ڈھاکہ مغربی چمپارن بہار

حضرت سید محمد طیب میاں صاحب محلہ قلعہ دیوبند

حضرت مولانا خان محمد صاحب سلطان پوری دہلی

حضرت جناب غلام صابر صاحب میر پور خاص پاکستان

حضرت مولانا ڈاکٹر عطاء اللہ خان قاسمی انکور نگر کھنڈوہ۔یم۔پی۔

حضرت مفتی اسماعیل صاحب قاسمی دار العلوم لبی پیٹ وجے واڑہ۔اے۔پی

حضرت مفتی فاروق صاحب قاسمی دار العلوم لبی پیٹ وجے واڑہ۔اے۔پی

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد القادر صاحب بڑ ضیاء الحق دیوبند

حضرت مولانا محمد طارق بن ثاقب صاحب قاسمی دیوبند

حضرت قاری محمد اسامہ بن قاری رفیق احمد جدہ سعودی عربیہ

حضرت مفتی بلال احمد صاحب قاسمی مرادنگر یو۔پی

حضرت نسیم احسن صاحب ٹھوکری چک بیگو سرائے بہار

حضرت مفتی وسیم اکرم صاحب قاسمی استاذ حدیث مدرسہ شمس العلوم شاہدرہ دہلی

حضرت قاری محمد احسان محسن قاسمی شاعر اسلام

حضرت مولانا محمد عطاء الرحمن صاحب قاسمی شیموگہ کرناٹک
حضرت قاری محمد یامین صاحب قاسمی باغپتی حیدرآباد
ڈاکٹر تمیم احمد قاسمی مدراسی چنئی تمل ناڈو

سقوط دارالعلوم

تاسیس دارالعلوم وقف دیوبند کے بعد حکیم الاسلامؒ کے ساتھ طلبہ کی ایک بڑی تعداد اور قدیم ترین ملازمین جنہوں نے جوانی کے بہترین لمحات، جسمانی قوتیں اور ذہنی صلاحیتیں دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں صرف کی تھیں دارالعلوم سے باہر آگئیں۔ قدرت کو منظور تھا کہ دیوبند کی قدیم مرکزی جامع مسجد سے بھی قاسمیت کا وہ علمی فیضان جاری ہو جس کی حفاظت و صیانت کے لئے حکیم الاسلامؒ جاں گسل حوادث سے گذرے۔ حکیم الاسلامؒ کی ایماء پر ۱۹۸۳ء میں از اول تا دورہ حدیث شریف کی باضابطہ تعلیم کا آغاز ہوا اور ملازمین جامع مسجد کے حجروں میں بیٹھ کر دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف ہوئے۔ خدائے علیم وخبیر ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ مرحلہ کتنا کٹھن اور مشکلات سے پر تھا۔ قدم قدم پر مسائل، وسائل ناپید، نہ درس گاہیں، نہ کتابیں، نہ چٹائیاں، نہ تپائیاں، دفاتر کے لئے کاغذ، نہ قلم، کوئی بھی چیز میسر نہ تھی۔ خطیب الاسلام حضرت مولا محمد سالم صاحب قاسمی دامت برکاتہم، فخر المحدثین حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیریؒ، حضرت مولانا نعیم صاحب دیوبندیؒ، حضرت مولانا خورشید عالم صاحب دیوبندیؒ جیسے فخر روزگار اساتذہ جن کی تدریس دارالعلوم دیوبند کا طرۂ امتیاز، علمی کمالات ضرب المثل اور شہرت و نیک نامی ہندوستان ہی میں نہیں پوری دنیا میں تھی اور دیوبندی مکتبہ فکر کے بیشتر نامور علماء مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران اور ملی تنظیموں کے سربراہان کو ان کے شرف تلمذ پر ناز اور ان کی شخصیات پر ہمیشہ فخر رہا۔ دارالعلوم دیوبند کے ایسے قدیم الخدمت، مخلص اور تجربہ کار اساتذہ بے سروسامانی کے عالم میں دیوبند کی مرکزی جامع مسجد کے کھلے فرش پر بیٹھ کر خلوص و للّٰہیت اور شوق و ذوق سے درس دیتے جو دارالعلوم دیوبند میں طلبہ کے جم غفیر کے درمیان ان کی پہچان بنا ہوا تھا۔ ان حضرات کے دل و دماغ میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں آیا کہ وہ طلبہ کی ایک کثیر تعداد کے درمیان علم وحکمت کے موتی بکھیرنے والے چند لٹے پٹے غریب الوطن طلبہ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، جنہیں نہ ایک وقت کا کھانا نصیب، نہ سر چھپانے کی جگہ (سیرت وشخصیت حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمیؒ ص 19 ج 2)

جدید عمارتوں کی بنیاد: ۲۴ / جون ۱۹۹۴ء بروز جمعہ فقیہ الامت حضرت مولانا محمود حسن گنگوہی، خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی، حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیریؒ، حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ، حضرت مولانا محمد نعیمؒ صاحب اور سینکڑوں علماء، طلبہ، تشنگان علوم نبوت اور اپنے وقت کے صلحاء ومشائخ کی موجودگی میں اپنے دست مبارک سے

عمارت کی پہلی اینٹ اس زمین پر رکھی، جس کا نام آج جامعہ دارالعلوم وقف دیوبند ہے۔(ایضاص23)

عہدے ومناصب

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے تاسیسی رکن، پھر مجلس عاملہ کے رکن اور پھر تاحیات نائب صدر رہے، مصر علماء کونسل کے نائب صدر تھے۔

۱۹۸۳ء سے ۲۰۱۴ء تک دارالعلوم وقف دیوبند کے مہتمم رہے اور پھر ۲۰۱۸ء تک سرپرست رہے، آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے پہلے صدر رہے اور پھر تاعمر سرپرست رہے۔

اسی طرح مجلس شوری مظاہر العلوم وقف کے رکن اور مجلس شوری وانتظامیہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو کے بھی رکن تھے، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے کورٹ کے بھی رکن رہے۔

کل ہند رابطہ مساجد اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا اور جامعہ طیبہ حیدرآباد دکن کے سرپرست تھے، اس کے علاوہ ملک و بیرونی ملک کے مختلف دینی وملی اداروں، مدارس اسلامیہ اور بہت سے مجلّات کی سرپرستی فرمائی۔(خطیب الاسلامؒ کی حیات مستعار کا سرسری جائزہ ص37)

ایوارڈ واعزازات

بزرگ عالم دین، بے مثال ادیب وخطیب، فکر ولی اللہی وعلوم نانوتوی کے امین و پاسبان مسلک دیوبند کے ترجمان ہونے کے ساتھ آپ عالم اسلام کے عظیم قائد ورہنما بھی تھے، زندگی بھر میدانِ دعوت وعمل، میدان تعلیم وتربیت اور اصلاح انسانیت کے میدانوں میں خالصتاً لوجہ اللہ جدوجہد فرماتے رہے، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بے لوث دینی علمی، سیاسی سماجی خدمات انجام دیں، ان ہی خدمات کی بنا پر بہت سی مرتبہ حکومتوں، مؤقر مجالس اور تنظیموں کی طرف سے ملکی وغیر ملکی سطح پر ایوارڈ، انعامات اور اعزازات سے نوازا گیا، جن میں چند اہم یہ ہیں:

(۱) نوط الامتیاز نامی ایوارڈ: مصر کی وزارت اوقاف کئی سالوں تک آپ کو اپنی سالانہ کانفرنسوں میں مدعو کرتی رہی، ۱۹۹۷ء میں حکومت مصر نے آپ کی عالم گیر وہمہ گیر علمی ودعوتی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے یہاں کے مؤقر ایوارڈ نوط الامتیاز سے ایک باوقار تقریب میں سرفراز کیا اور آپ کو برصغیر کا ایک ممتاز عالم تسلیم کیا گیا۔(۲) شاہ ولی اللہ ایوارڈ: شاہ ولی اللہ اکیڈمی دہلی کی طرف سے آپ کو شاہ ولی اللہ ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا، جس کی دینی وعلمی حلقوں میں بہت پذیرائی کی گئی۔(۳) جائزۃ الامام محمد قاسم النانوتوی: ۲۰۱۴ء میں آپ کو عالمی ایوارڈ جائزۃ الامام محمد قاسم النانوتوی سے نوازا گیا، اس ایوارڈ کے اصل محرک علامہ شیخ محمد عوامہ تھے، جنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ دنیا کے چند بڑے عالم اور محدثین کا انتخاب کرکے ان کو

ہر سال ایک عالمی ایوارڈ دیا جائے ، اس عالمی ایوارڈ کا نام انھوں نے جائزۃ الامام محمد قاسم النانوتوی رکھا، ان ہی عالمی شخصیات میں سے ۲۰۱٤ء میں آپ کے نام کا انتخاب کیا گیا، یہ ایوارڈ آپ کو ایک ایسی پروقار تقریب میں دیا گیا، جس میں تقریباً ۹۰ ممالک کے نمائندہ علماء شریک تھے، آپ نے پورے مجمع کو عمومی طور پر اجازت حدیث بھی دی اور اسی تقریب میں آپ کو موجودہ وقت کی حدیث کی سب سے مضبوط سند بھی تسلیم کیا گیا، یہ چند اہم ممتاز ایوارڈ ہیں، ان کے علاوہ اور بھی موقع بموقع بہت سے اعزازات سے آپ کو نوازا گیا۔ (ایضاص 36)

تصانیف:

(۱) قرآن کریم کے اُردو تراجم کا جائزہ، (۲) تاجدار ارض حرم کا پیغام، (۳) مجاہدین آزادی، (۴) مردان غازی (۵) رسالۃ المصطفیٰ، (٦) سفرنامہ برما وغیرہ قابل ذکر ہیں، عربی زبان میں تربیت اسلامی کے موضوع پر ایک شاندار رسالہ" مبادی التربیۃ الاسلامیہ کے نام سے تصنیف کیا ہے۔ (ایضاص 22)

وفات:

حضرت مولانا سفیان صاحب قاسمی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اپنی نہایت کامیاب ترین اور قابل صد رشک وتقلید حیات مستعار کی ۹٤ / منازل کا طویل ترین سفر طے کر کے حکم خداوندی سے مورخہ ۲٦ / رجب المرجب ۱٤۳۹ھ مطابق ۱٤ اپریل ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ بوقت ظہر ۲ بج کر ۱۷ منٹ پر اپنی جان مستعار جان آفریں کے سپرد کر دی اور اس کے معا بعد اس آفتاب علم وعمل کے ہمیشہ کے لئے غروب ہو جانے والی الم انگیز خبر جنگل کی آگ کی طرح شہر دیوبند میں پھیلی اور ایسی پھیلی لمحوں میں ہوا کے دوش پر ملک و بیرون ملک پہنچ گئی اور نا قابل شما ایک جم غفیر" طیب منزل کی جانب رواں دواں ہو گیا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق ۲۷ رجب المرجب ۱٤۳۹ھ شب معراج کی تمام تر برکتوں وسعادتوں سمیت رات دس بجے احاطہ مولسری دار العلوم دیوبند میں نماز جنازہ ہوئی اور رات میں گیارہ بج کر دس منٹ پر قاسمی قبرستان میں اپنے جد مکرم حجۃ الاسلام حضرت الامام مولانا محمد قاسم النانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز اور اپنے والد ذی وقار حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب علیہ الرحمہ کے درمیان پہلو بہ پہلو اپنی لحد کی پرسکون آغوش میں فردوس بریں کی شبنم افشانیوں کے چھاؤں تلے ابدی نیند سو گئے۔ (خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمیؒ ایک عہد ساز شخصیت ص 29)

افادات مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ

ترتیب: مولوی محمد سالم مفتاحی*

حضور خاتم النبیین ہیں

اللہ کی جتنی کتابیں ہیں، اور جتنے انبیاء ورسول آئے ہیں سب پر ایمان لانا ضروری ہے، اگر کسی ایک نبی کا بھی یا کسی ایک کتاب کا بھی کوئی انکار کرے گا تو وہ مسلمان نہیں رہے گا، چاہے وہ کتاب یا نبی ماضی کا ہو یا مستقبل کا، جیسے نوح علیہ السلام کی امت کے لئے گذرے ہوئے تمام نبیوں پر اور ان کی وحیوں پر بھی ایمان لانا ضروری تھا، اور آگے آنے والے نبیوں پر اور ان پر نازل ہونے والی وحیوں پر بھی ایمان لانا ضروری تھا، کیونکہ یہ سب انبیاء ایک سلسلہ کی کڑی ہیں، اور سب وحیاں ایک سرچشمہ سے نکلی ہیں۔ اُدھر کے نبی اور کتابیں بھی اللہ کی بھیجی ہوئی ہیں اور ادھر کے نبی اور کتابیں بھی اللہ تعالیٰ بھیجیں گے، پس سب کو ماننا ضروری ہے۔ پہلا مضمون یہ ہے: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ: اور وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اس وحی پر جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے ﴿وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ: اور اس وحی پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری گئی ہے، اس آیت میں بعد کی وحی کا تذکرہ نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، اگر حضور کے بعد بھی کوئی نبی آنے والا ہوتا تو ایمان کے لئے بعد میں آنے والے انبیاء کی وحی پر بھی ایمان لانا ضروری ہوتا لیکن ایسا نہیں فرمایا۔ پس معلوم ہوا کہ حضور خاتم النبیین ہیں۔ حضور نبوت کے سلسلے کی آخری کڑی ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی اور نئی کتاب آنے والی نہیں۔ (علمی خطبات ج1 ص39)

ختم نبوت کی تین صورتیں

اس سلسلہ میں جاننا چاہئے کہ حضور تین طرح سے خاتم النبیین ہیں:

ایک اس طرح کہ تمام نبیوں کے دنیا میں آجانے کے بعد آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، اس کا نام ختم نبوت زمانی ہے، یعنی زمانہ کے اعتبار سے آپ سب سے آخر میں آئے ہیں۔ اور اس کو سب مسلمان جانتے ہیں، اس لئے اس کی زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں۔ دوسری: اس طرح کہ آپ وصف نبوت کے ساتھ بالذات متصف ہیں، اور دوسرے تمام انبیاء آپ کے فیض سے انبیاء بنے ہیں، یعنی سلسلہ نبوت آپ پر منتہی ہوتا ہے، جیسے سورج کی روشنی ذاتی ہے، کسی اور جگہ سے

---

* متعلم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

مستفاد نہیں، اور زمین اور چاند کی روشنی عرضی ہے، سورج سے مستفاد ہے۔

اسی طرح آپ آفتاب نبوت ہیں، اور دوسرے انبیاء چاند تارے ہیں، ان کو نبوت آپ کے فیض سے ملی ہے، اس کا نام ختم نبوت رتبی ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ دلیل یہ ہے کہ پچھلے نبیوں میں سے کسی ایک نبی کو حضور کے زمانہ میں اتارا جائے جو خود نبی ہوتے ہوئے بھی حضور کے دین پر عمل کریں۔ اور دوسروں کی اس کے مطابق راہ نمائی کریں، اس سے ان کا حضور کے ماتحت ہونا معلوم ہوگا، اگر پچھلا کوئی نبی نہ آئے تو یہ صرف کہنے کی بات ہوگی کہ حضور پہلے والے سب نبیوں کے لئے بھی خاتم ہیں، اور اب جب حضرت عیسی علیہ السلام کو اتار کر عملی طور پر یہ دکھایا جائے گا تو ثابت ہو جائے گا کہ حضور مستقبل کی طرح ماضی کے بھی خاتم النبیین ہیں۔ چنانچہ ایک سلسلہ بیان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لَوْكَانَ مُوسَى حَيًّالَمَاوَسِعَهُ إِلَّا الْبَاعِي**: ''اگر موسیٰ علیہ السلام آج زندہ ہوتے تو ان کے لئے میری اتباع کے بغیر چارہ نہیں تھا'' یعنی پچھلا کوئی بھی نبی ہو: موٹی ہوں جیسی ہوں، نوح ہوں، ابراہیم ہوں اگر وہ حضور کے زمانہ میں آئیں تو حضور ہی کی اتباع کریں گے، کیونکہ حضور خاتم النبیین ہیں، یہی بات ظاہر کرنے کے لئے اور ساری دنیا کو دکھانے کے لئے ایک نبی کو قیامت کے قریب اتارا جائے گا اور بتایا جائے گا کہ دیکھو یہ اپنی نبوت موقوف کر کے حضور کی اتباع کر رہے ہیں۔ اور سورۃ آل عمران (آیت ۸۱) میں جو میثاق مذکور ہے وہ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اس پر سوال ہوگا کہ یہ کام تو کسی بھی نبی کو اتار کر لیا جا سکتا ہے، جتنے انبیاء قتل کئے گئے ہیں ان میں سے کسی کو بھی دشمن سے بچا کر اٹھا لیا جاتا اور قیامت کے قریب اتارا جاتا تو مقصد حاصل ہو جاتا، خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کو کیوں اٹھایا گیا اور انہی کو کیوں اتارا جائے گا؟

مسیح ضلالت، مسیح ہدایت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور مسیح ضلالت: کانا دجال ہے، **مسیح**: فعیل کا وزن ہے جو اسم فاعل کے معنی میں بھی آتا ہے اور اسم مفعول کے معنی میں بھی، **مسیح** بمعنی **ماسح** کے معنی ہیں: ہاتھ پھیرنے والا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح اس لئے ہیں کہ وہ ہر طرح کے بیماروں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور ان کے ہاتھ پھیرنے سے اللہ تعالیٰ شفا بخشتے تھے۔ اور مسیح بمعنی ممسوح کی معنی ہیں: ہاتھ پھیرا ہوا۔ کانا **دجال** مسیح اس لئے ہے کہ اس کی ایک آنکھ چوپٹ ہوگی، گویا وہاں کسی نے ہاتھ پھیر دیا ہے، اور وہ جگہ مٹ گئی ہے اور آنکھ نہیں رہی! اور ہر نبی نے اپنی امت کو بتایا ہے کہ شیطان انسانوں کا کھلا دشمن ہے، وہ یہ مشن لے کر چل رہا ہے کہ انسانوں کو صحیح راستہ پر نہ چلنے دے۔ اور شیطان چھوٹے بڑے بہت ہیں، ایک بڑا شیطان بالکل شروع میں ہے اور ایک بڑا شیطان بالکل آخر میں ہے، اگلے بڑے شیطان کا نام **عزازیل** ہے، اور اس کا لقب: **ابلیس** ہے، یعنی اللہ کی

رحمت سے قطعی مایوس اور آخری شیطان کا نام مسیح دجال ہے، یعنی کانا چار سو بیس۔ یہ کب آئے گا؟ اس کا ٹائم اور زمانہ نہیں بتایا گیا، پچھلے تمام نبیوں نے بھی اپنی امت کو اس کے فتنہ سے خبردار کیا ہے اور حضور نے بھی خبردار کیا ہے اور اب تو اس کا حضور کی امت میں آنا طے ہے کیونکہ اب قیامت تک دوسری کوئی امت نہیں۔ بہرحال جہاں انبیائے بنی اسرائیل نے مسیح ضلالت کے فتنہ سے آگاہ کیا ہے، وہیں مسیح ہدایت کی خوش خبری بھی دی ہے، پس گویا پچھلی کتابوں میں مسیح ہدایت کا بھی تذکرہ تھا اور مسیح ضلالت کا بھی، اس لئے جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور انھوں نے کہا کہ میں وہ مسیح ہدایت ہوں جس کی خبر فلاں پیغمبر نے دی ہے، فلاں نے دی ہے، فلاں نے دی ہے، تو یہودیوں نے نہیں مانا اور کہا کہ تم مسیح ہدایت نہیں بلکہ مسیح ضلالت ہو، اور اسی بناء پر تمام یہودیوں نے ان کی مخالفت کی، علاوہ بارہ حواریوں کے، اور مسیح ضلالت سمجھنے کی وجہ سے انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا پلان بنایا، اور اپنے گمان میں مار بھی ڈالا۔ اب وہ مسیح ہدایت کا انتظار کر رہے ہیں، آج بھی یہودیوں میں جو پڑھے لکھے ہیں ان سے قریب ہو کر معلوم کریں تو وہ بتائیں گے کہ مسیح ہدایت آنے والے ہیں اور جن کو ہم نے قتل کیا ہے: وہ مسیح ضلالت تھا۔

چنانچہ جب کانا دجال ظاہر ہوگا تو حدیثوں میں ہے کہ سب سے پہلے یہودی اس کا اتباع کریں گے، کیونکہ وہ بھی ہدایت کے انتظار میں ہیں اور جس کو انھوں نے قتل کیا تھا وہ تو ان کے خیال میں کانا دجال تھا، پس اب جو مسیح آئے گا وہ مسیح ہدایت ہوگا، اس لئے وہ دوڑ کر کانے دجال کی پیروی کریں گے اور سب سے زیادہ متابعت کرنے والے یہودی ہوں گے اور وہ ساری دنیا کو یہ یقین دلانا چاہیں گے کہ یہ مسیح ہدایت ہیں، اور جو پہلے مسیح آیا تھا وہ مسیح ضلالت تھا۔ بتاؤ اس کا فیصلہ کیسے کیا جائے گا کہ یہ کانا دجال مسیح ہدایت نہیں ہے، بلکہ مسیح ضلالت ہے؟ اس کی صورت بس یہی ہے کہ جو مسیح ہدایت ہیں وہ بھی اسی زمانہ میں اتریں اور دونوں مسیح ایک ساتھ اکٹھا ہوں اور جو جس کو ختم کرے وہ مسیح ہدایت ہے اور جو مر جائے وہ مسیح ضلالت ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لا کر علی الاعلان کانے دجال کو قتل کریں گے اور معاملہ دو اور دو چار کی طرح واضح ہو جائے گا کہ مسیح ہدایت یہ ہیں، اور یہ جو کمبخت مارا گیا یہ مسیح ضلالت کانا دجال تھا۔ یہ ہے وہ مقصد جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کو اتارنے سے پورا ہو سکتا ہے، کسی اور نبی کے اتارنے سے یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا

سوم: خاتم النبیین مکانی ہیں یعنی اللہ کی کائنات میں جو بے شمار مخلوقات ہیں، ان میں سے جو بھی مکلف مخلوق ہے وہاں نبوت کا سلسلہ جاری ہے، اور اللہ کی کتابیں وہاں ضرور نازل ہوتی ہیں، اور وہاں بھی انبیاء اور ان کے خاتم ہیں، مگر وہ بھی سب آپ کے فیض سے انبیاء اور خاتم انبیاء ہیں، اصل وصف نبوت کے ساتھ آپ متصف ہیں، اور آپ کی بعثت ہماری اس زمین ہے۔ (ایضاص 51)

ایک اور دھوکہ کہ نبوت رحمت ہے اس کو جاری رہنا چاہئے

قادیانی نادان مسلمانوں سے پوچھتے ہیں: نبوت رحمت ہے یا زحمت؟ کون کہے گا کہ زحمت ہے؟ سب جواب دیں گے: رحمت ہے؟ اب قادیانی کہے گا: رحمت پر بین (پابندی) لگنی چاہئے یا وہ جاری رہنی چاہئے؟ ہر شخص اس کا جواب یہی دے گا کہ رحمت جاری رہنی چاہئے، اب وہ کہے گا کہ آپ ﷺ کے بعد بھی نبوت جاری ہے، کیونکہ وہ رحمت ہے، اور مرزا قادیانی نبی ہے، پس اس کو مانو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بارش بھی رحمت ہے، پس اگر وہ ہر وقت برستی رہے تو رحمت ہوگی یا عذاب؟ اصل بات یہ ہے کہ رحمت: اس وقت تک رحمت ہے: جب بوقت حاجت ہو اور بقدر حاجت ہو، ورنہ وہ عذاب ہے۔ بارش موقعہ پر برسے اور بقدر ضرورت برسے تو رحمت ہے، ناوقت برسے یا برستی ہی رہے تو وہ طوفان نوح بن جائے گی، اور رحمت نہیں رہے گی۔ اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ جب گذشتہ نبی کا دین باقی نہ رہے، اور دنیا میں اندھیرا چھا جائے اور دوسرا نبی آئے اور وہ ہدایت کی روشنی دکھائے تو یہ نبوت رحمت ہے۔ مگر نبی ﷺ کے بعد تو یہ صورت نہیں، قرآن وسنت بحالہ باقی ہیں، ان میں زبر زیر کا فرق نہیں آیا۔ ان کے سوتے خشک نہیں ہوئے، اب نیا نبی خواہ وہ کیسا ہی ہو، آکر کیا کرے گا؟ سوائے اس کے کہ آپ کے دین کو بگاڑے، اور جہاد کو منسوخ کر کے اپنے آقا برطانیہ کو خوش کرے: اور کیا کرے گا؟ ایسی جھوٹی نبوت رحمت نہیں بلکہ زحمت ہے، بلکہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ (ایضاص 52)

اوریل کے مسافر اپنا خیال رکھنا

مفتی حسن گودھروی

اوریل کے مسافر اپنا خیال رکھنا اپنی چہار جانب پہرہ کمال رکھنا

پیاسے ہیں تیرے خوں کے ہر سمت میں درندے خوں بہہ نہ جائے تیرا اتنا خیال رکھنا

فوجی کے بھیس میں ہیں ہتھیار بند قاتل گولی نہ وہ چلا دیں خود کو سنبھال رکھنا

ان کو سند ملی ہے پستول وہ رکھیں گے دہشت گری کہیں گے رسی کدال رکھنا

راجا کو ووٹ دینا یہ کہہ کے مار دیگا راجا کی ہے نوازش عہدہ بحال رکھنا

مسلم کے خوں کے پیاسے، پھرتے ہیں دندناتے اپنی اماں میں ہم کو اے ذوالجلال رکھنا

مسلم کے بازوؤں کو سیف و سنان کر دے دشمن کی دسترس کو ہم پر محال رکھنا